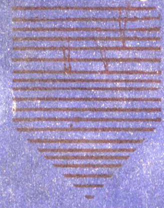
اسلامی اقدار کا نقیب

ترجمانِ اسلام

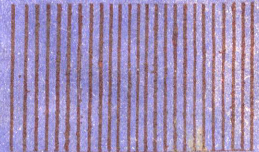
نگرانِ اعلیٰ
مولانا مفتی محمود



محاسبہ کے نتائج سے بچنے کی پیپلز پارٹی کی ناکام کوششیں!

ٹکٹوں کی متفقہ تقسیم کے فیصلے کو اب بدلنے کا کیا جواز ہے؟

حقائق سے پردہ اٹھتا ہے



پاکستان کی بساط پر سیاسی مہرے! (ایک تجزیہ)

مفتی محمود کو ٹھکانے لگا دو (ڈی. ایس. پی کا حکم)

ایک ایس ایچ او کی سرگزشت خود اسکی زبانی



قیمت ۱

۱۹ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ جمعہ

ٹھکرائیے کیوں نہ شوکتِ شاہانہ دوستو!

از
سید سلمان گیلانی شیخوپوری

یہ غزل جمعیۃ طلبائے اسلام پنجاب کے اجتماع منعقدہ لاہور میں پڑھی گئی (ادارہ)

اپنا کسے کہوں، کسے بیگانہ دوستو!
اس سوچ نے کیا مجھے دیوانہ دوستو!

ہم کیوں رہیں کبھی تہی پیمانہ دوستو!
ہم ہیں فقیرِ ساقیٔ میخانہ دوستو!

پیر و جواں کا پڑھ کے جسے خون کھول جائے
لکھیں گے خونِ دل سے وہ افسانہ دوستو!

ہر بوالہوس کو عاشقِ صادق نہ جانیے
جو شمع پر جلے وہ ہے پروانہ دوستو!

جو بڑھ کے جام اٹھالے وہی کامیاب ہے
ہے امتحان جرأتِ رندانہ دوستو!

دنیا ہے اک سرائے مسافر ہیں مَیں اور آپ
اپنا کوئی یہاں ہے نہ بیگانہ دوستو!

مفلس کی آبرو ہو جہاں نذرِ نقد و زر!
ڈھا کر رہیں گے ہم وہ صنم خانہ دوستو!

مجھ خستہ حال پر یہ اشارے یہ قہقہے
دیوانے تم ہو مَیں نہیں دیوانہ دوستو!

وہ دیکھ لو کہ اب درِ مقتل ہے سامنے
مل کر لگاؤ نعرۂ مستانہ دوستو!

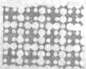
روتے ہیں اپنی اپنی تمنا کی لاش پر!
دُنیا ہے اک عظیم عزاخانہ دوستو!

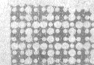
سُن کر ہمارے شعر وہ دے گا ضرور داد!
جس کا مزاج ہوگا ادیبانہ دوستو!

ساقی اگرچہ حاصلِ میخانہ ہے مگر
ہم لوگ بھی ہیں رونقِ مے خانہ دوستو!

ساقی کا ہاتھ چوم لے کوئی تو بات ہے
دیکھیں، ہے کس میں جُرأتِ رندانہ دوستو!

دیکھیں کہ کون دار تک آئے ہمارے ساتھ
دیکھیں، ہے کس میں ہمّتِ مردانہ دوستو!





سلمانؔ، جس کو اپنی فقیری پہ فخر ہے!
ٹھکرائیے کیوں نہ شوکتِ شاہانہ دوستو!

ادار یہ

بنگلہ دیش کے صدر کی پاکستان میں آمد اور

مشترکہ اعلامیہ

پچھلے دنوں بنگلہ دیش کے صدر جناب ضیاء الرحمٰن پاکستان کے دو روزہ خیر سگالی دورے پر تشریف لائے۔ حکومت اور شہریوں نے اپنی روایات کے مطابق معزز مہمان کا شاندار استقبال کیا۔ مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش میں تبدیل ہونے کے بنگلہ دیشی حکومت کے سربراہ کا یہ پہلا باقاعدہ سرکاری دورہ تھا۔ بنگلہ دیش کے صدر نے دو برادر ملکوں کے درمیان تعلقات کے دائرے کو مزید وسیع، مربوط اور مستحکم کرنے کے لیے پاکستان کی موجودہ عبوری حکومت کے سربراہ جناب جنرل محمد ضیاء الحق کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی جسے بخوشی قبول کر لیا گیا ہے۔

دونوں ملکوں کے سربراہوں کی پرجوش ملاقاتوں اور تبادلہ خیالات کے بعد جو مشترکہ اعلامیہ شائع کیا گیا اس کا ماحصل یہ ہے کہ دونوں برادر اسلامی ملک مستقبل قریب میں باہمی تعلقات کو ہر لمحہ مضبوط اور پائیدار کرتے چلے جائیں گے اور آئندہ ایک دوسرے کے مفادات کا تحفظ کریں گے۔ اعلامیے میں باہمی تجارت کے فروغ کا بھی ذکر کیا گیا۔ اور نہ صرف ذکر ہی کیا گیا، بلکہ بہت جلد دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تجارت کے آغاز کا تہیہ کیا گیا۔

بنگلہ دیش کے صدر جناب ضیاء الرحمٰن نے صدر پاکستان چوہدری فضل الٰہی سے تبادلہ خیال کے دوران پاکستان اور اس کے باسیوں سے متعلق جن جذبات، احساسات اور خیالات کا اظہار کیا وہ قابلِ صد ستائش ہے۔ صدر بنگلہ دیش کے اس پرتپاک اندازِ گفتگو سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا یہ دورہ محض رسمی دورہ نہیں تھا بلکہ اپنے اندر ایک ٹھوس مقصدیت لیے ہوئے تھا اور پھر اس دوران جس چیز کا سب سے زیادہ طمطراق سے تذکرہ کیا گیا ہے وہ دونوں ملکوں کے بسنے والوں کی بھائی چارگی، رشتہ اخوت اور مشترکہ تہذیب و ثقافت ہے۔ اور یہی چیزیں ایک مسلمان کا سرمایہ حیات ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں اور علاقوں میں بسنے والے مسلمان اسی رشتہ اخوت سے بندھے ہوئے ہیں، اگر خدانخواستہ یہ رشتہ کسی بھی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے یا کمزور پڑ جاتا ہے تو اس کے دور رس مضر بلکہ خوفناک اثرات مترتب ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے قریب کی مثال پاکستان کا دولخت ہونا اور مشرقی پاکستان کا بنگلہ دیش میں تبدیل ہونا ہے۔ اس ساری توڑ پھوڑ اور تباہی و بربادی میں کن کن خارجی، داخلی، سیاسی، سماجی اور معاشی عوامل کا ہاتھ کارفرما ہے اس کی نشاندہی کے لیے ایک دفتر بے پایاں کی ضرورت ہے۔ ایک مختصر اداریہ اس کی وضاحت کا متحمل نہیں۔ ہاں اس سارے عمل کو اگر دو لفظوں میں بیان کیا جائے تو یہی کہا جائے کہ انفرادی مفادات کے جنون اور ہوس کاری نے اجتماعی اور قومی مفادات کو فراموش کر کے اتنی بڑی تباہی کو دعوت دی ہے کہ بھائی بھائی کا دشمن بن گیا۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم من حیث القوم اپنے روشن مستقبل کی تعمیر و تزئین کی بجائے گذرے ہوئے دردناک واقعات پر افسوس سے ہاتھ ملتے بیٹھ جائیں اور اپنا قیمتی وقت جس کی رفتار کو روکنے کے لیے ابھی کوئی آلہ ایجاد نہیں ہوا یونہی ضائع کرتے رہیں، اگر ہم نے ایسا کیا اور یہ کہوں گا کہ ہم ایسا کر رہے ہیں تو خسران مبین کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

یہ امر خوش آئند ہے کہ بنگلہ دیش کے صدر گرامی پاکستان آئے اور انہوں نے اپنے برادرانہ خیالات کا اظہار کیا اور اس طرح سینہ چاکان چمن سے سینہ چاکوں کے ملنے کی راہیں استوار ہوئیں۔ لیکن صدر



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۵۲
جمعۃ المبارک ۳۰ دسمبر ۱۹۷۷ء ۱۹ محرم الحرام
سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام اللہ انصاری
معاون مدیر
عمیر الہاشمی
بدل اشتراک
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
سہ ماہی ۵۰۔۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

پریمئر پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

بنگلہ دیش کا دورہ برائے دورہ اور ملاقات برائے ملاقات کی کوئی اہمیت نہیں جب تک دونوں ممالک کے ارباب بست وکشاد ٹھوس بنیادوں پر پروگرام بنا کر اس قسم کے خیر سگالی دوروں کو عملی طور پر کامیاب نہ بنائیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے موجودہ حکمران ایسے فوری اقدامات کریں گے جن سے دور اندیشی ٹپکتی ہو اور جو قومی معیشت پر خوشگوار اثرات مرتب کر سکیں۔

اس کے ساتھ ہی ہم اس تلخ حقیقت کے اظہار کے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ اس موقع پر اگر بنگلہ دیش میں آباد بہاری مسلمانوں کو پاکستان منتقل کرنے کا مسئلہ نہ اٹھایا جاتا تو اچھا تھا۔ بنگلہ دیش کے صدر محترم نے وطن واپس لوٹنے کے بعد بنگلہ دیش میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کو جو خوشخبری دی ہے وہ اپنے بہاری بھائیوں کے ملک سے انخلا کی ہے۔

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ جس طرح پاکستان میں بسنے والے مسلمان بنگلہ دیشی مسلمانوں کے بھائی ہیں اسی طرح سے تقسیم کے دوران بہار سے مشرقی پاکستان جو اب بنگلہ دیش منتقل ہونے والے مسلمان بھی ان کے بھائی ہیں۔ وہ بدنصیب مسلمان بھی اسی رشتۂ اخوۃ میں بندھے ہوئے ہیں جس سے تمام دنیا کے مسلمان وابستہ ہیں۔ اس قسم کی سوچ ہمارے نزدیک رنگ، نسل، زبان اور علاقائیت پر مبنی سوچ تو ہو سکتی ہے، اسلامیت پر مبنی سوچ نہیں کہلا سکتی۔

ہم دردمندانہ گزارش کریں گے کہ اس سلسلے میں ہمارے بنگالی حکمرانوں کو ایک مرتبہ پھر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچ کر قدم اٹھانا چاہیے اور ان رشتوں کو مضبوط کرنا چاہیے جو کمزور پڑ گئے تھے۔

یوم پیدائش بانی پاکستان

ہمارے ملک میں ۲۵ دسمبر کو ہر سال بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے یوم ولادت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ بانی پاکستان کا یوم تیس سال سے منایا جا رہا ہے۔ اس مرتبہ بھی حکومتی اور عوامی سطح پر یوم بانی پاکستان منایا گیا، ریڈیو، ٹی وی، قومی اخبارات و جرائد نے اپنے اپنے انداز اور اپنے اپنے رنگ میں بانی پاکستان کی خدمات کو سراہا۔ اور انہیں نظم و نثر میں خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

صدر مملکت چوہدری فضل الٰہی سے لے کر عام سیاسی رہنماؤں اور مقررین تک نے بانی پاکستان کے اصولوں کو اپنانے اور ان کے مقاصد کی تکمیل کی قوم کو دعوت دی اور آگے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی گئی اور اس طرح قوم بانی پاکستان کا یوم ولادت منانے کے اہم فریضے سے بھی سبک سرو سبکدوش ہو گئی۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ سلسلہ عرصہ تیس سال سے جاری ہے اور آئندہ بھی اسی طرح جاری رہے گا، لیکن ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اس ساری تگ و دو اور محنت و کاوش کا ہمیں اور ہمارے ملک کو فائدہ کیا پہنچا ہے؟

یہاں پر میں واضح لفظوں میں کہوں گا کہ اس تمام تر کدوکاوش ذرہ بھر بھی نفع ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیوں؟ کیوں کا جواب یہ ہے کہ ہماری تگ و تاز کا محور اور منتہائے گفتار اور قول تک محدود رہا، کیونکہ کردار اور عمل ہمارا ان تمام بلند بانگ دعاوی کے برعکس رہا جو ہم ہر سال پچیس دسمبر اور ان ایام میں کرتے ہیں۔

ہم یہ کہتے نہیں تھکتے کہ یہ عظیم مملکت بانی پاکستان نے اس لیے بنائی تھی کہ اس میں خدا کا قانون نافذ کیا جائے گا۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے کردار کی چلتی پھرتی تصویریں ایک مرتبہ پھر دنیا کو نظر آنے لگیں گی اور خلافت راشدہ کا دور دورہ ہو گا۔ ہم نظریہ پاکستان کی رٹ لگاتے لگاتے ہلکان ہوئے جاتے ہیں، لیکن ہماری اپنی زندگیاں ان تمام دعوؤں کی میزان پر پوری اترنے سے قاصر ہیں۔

قوم نے ہر عمل اور ہر کام کو ایک رسم کے طور پر اپنایا ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ جب بھی کوئی اس قسم کا دن اور تاریخ آتی ہے مردہ دلی سے ایک رسم ادا کر دی جاتی ہے اور اب اس سے آگے نہ سوچا جاتا ہے اور نہ کچھ کیا جاتا ہے۔ اس تیس سال کے دوران کتنے بڑے بڑے حادثات اس قوم پر گزرے، مگر پرنالہ وہیں کا وہیں ہے۔

خدا ہمیں بے جان رسموں سے بچائے، اور صدق دل سے ان کاموں کے کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے جو واقعی اجتماعی فلاح و بہبود کے کام ہوں۔

پاکستان کے عوام اجتماعی قیادت پر یقین رکھتے ہیں۔

امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہ

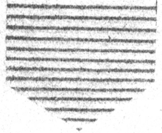
جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ نے حج بیت اللہ سے روانگی کے بعد اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ سعودی عرب کے عوام کی نگاہیں پاکستان میں نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی منتظر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مقامات مقدسہ کے ہر مقام پر پاکستان کی سالمیت و استحکام اور خوشحالی کے لیے دعائیں مانگی گئیں۔

حضرت درخواستی مدظلہ نے کہا کہ اس ملک کی بقا کا راز اسلامی نظام کے نفاذ میں مضمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت قومی اتحاد کو ختم نہیں کر سکتی؛ کیونکہ یہ عوام کا اتحاد ہے اور عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ ہوس اقتدار کی خاطر عوام کی قربانیوں کو نظر انداز کر رہے ہیں جو قربانیاں صرف نظام مصطفےٰ کے لیے دی گئی ہیں، لیکن یہ لوگ کبھی اپنے ان ناپاک عزائم میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

مولانا درخواستی نے کہا کہ پاکستان کے عوام اجتماعی قیادت پر یقین رکھتے ہیں اور عوام کی ترجمانی صرف اجتماعی قیادت ہی کر سکتی ہے۔ اس لیے اس ملک میں قومی اتحاد کا وجود اشد ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے تمام نااہل مشینری کے ڈھانچے میں چھانٹی کی جائے تاکہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے راہ ہموار ہو سکے۔ مولانا درخواستی نے کہا کہ یہ ملک صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اس لیے اس ملک میں اسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ تحریک صرف نظام مصطفےٰ کے لیے چلائی گئی تھی اور وہ ایسی تحریک تھی جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی اور اس میں تمام طبقے کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یونیورسٹیوں، کالجوں اور سکولوں میں بھی اسلامی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے۔ تاکہ نوجوان طبقہ اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہو سکے۔ مولانا درخواستی نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں [illegible] کیا جائے۔

پچھلے شمارے سے جاری

زاہد بلند شہری



ٹکٹوں کی متفقہ تقسیم کو اب بدلنے کا کیا جواز ہے؟

پاکستان میں موجود تمام سیاسی جماعتیں اور مخصوص عزائم و نظریات کے حامل گروہ اور ان کے سرکردہ افراد یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ سابقہ نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیت علماء اسلام ایشیا میں سب سے بڑی "اینٹی امپیریلسٹ" جماعتیں ہیں علاوہ نیپ کے جمعیۃ علماء اسلام "اینٹی امپیریلسٹ کے علاوہ پاکستان میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لئے سب سے زیادہ کام کرنے والی تنظیم ہے۔ اس جماعت کو اسلامی خدمت کے علاوہ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں میں اس بات کا فخر حاصل ہے کہ پاکستان کے چاروں صوبوں میں اس کی جڑیں موجود ہیں۔ افرادی قوت بھی سب سے زیادہ ہے۔ جبکہ دوسری سیاسی جماعتیں اس حیثیت میں نہیں ہیں کہ دو سے زائد صوبوں میں اکثریت رکھتی ہوں۔

جہاں تک سرحد اور بلوچستان میں ٹکٹوں کی تقسیم کا مسئلہ ہے اس سلسلے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ اسے ایک مخصوص منصوبے کے تحت مسئلہ بنایا گیا ہے کیونکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ این۔ڈی۔پی (جس میں زیادہ تر سابقہ نیپ کے ہی اراکین ہیں) اور جمعیت سرمایہ داری نظام کی مخالف جماعتیں ہیں اور ان جماعتوں کے اس نظریہ کی وجہ سے ہی اصغر خان کی ان جماعتوں سے نہیں بنتی۔ اصغر خان چاہتے تھے کہ ہر صورت دونوں بالائی صوبوں میں تحریک کو زبردستی برابر کی سیٹیں ملنی چاہئیں حالانکہ ان دونوں صوبوں میں تحریک کا عملاً کوئی وجود نہیں ہے۔

صوبہ سرحد میں مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں جمعیت کے جن حلقوں میں امیدوار کامیاب ہوئے تھے وہ خالصتاً جمعیت کے اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے کامیاب ہوئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں ان حلقوں میں سے کسی ایک حلقے میں اتحاد کے ٹکٹ پر جمعیت کے علاوہ کسی اور جماعت کا کوئی امیدوار کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں جمعیت کے علاوہ کسی اور جماعت کو لوگ جانتے ہی نہیں۔ اور پھر یہ بات بھی مد نظر رہے کہ صوبہ سرحد کے وہ لوگ مذہب پرست ہیں۔ ان کے نزدیک مذہب سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام مذہبی خدمات یعنی کفشاں(؟) کردار سے ان پختون علاقوں میں قابل احترام سمجھی جاتی ہے یہ اعزاز وہاں کسی اور جماعت کو حاصل نہیں۔

مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخاب میں صوبہ سرحد میں قومی اتحاد کی طرف سے جمعیت علماء اسلام کے جن امیدواروں کو ٹکٹ دیئے گئے تھے وہ تمام کے تمام کامیاب ہوئے تھے جبکہ اصغر خان صوبہ سرحد میں اپنی ایک نشست سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور کسی جماعت کے بھی اتنے امیدوار کامیاب نہیں ہوئے تھے۔

مفتی صاحب کا غیر ملکی دورے سے واپسی پر دیا ہوا یہ بیان بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ "سرحد اور بلوچستان میں نیپ اور جمعیت کی واضح اکثریت ہے ٹکٹ جب اتحاد کی بنیاد پر دیئے جائیں تو ان دونوں جماعتوں کو اس لئے محروم نہیں رکھا جا سکتا کہ وہ قومی اتحاد میں شامل ہیں"۔ کیونکہ قومی اتحاد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قومی اتحاد میں شامل ہر جماعت کو اوسطاً ہر صوبے میں مساوی ٹکٹ دیئے جائیں۔ بلکہ ٹکٹ تو (بقول نوابزادہ نصر اللہ خان کے) اہلیت کی بنیاد پر جاری کئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں پروفیسر غفور احمد کا وہ بیان بھی قابل غور ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ "نیپ اور جمعیت نے دونوں صوبوں میں جو ٹکٹیں حاصل کی ہیں اس کا فیصلہ متفقہ طور پر ہوا ہے۔ اب اس فیصلے کو بدلنے کا کیا جواز ہے؟"

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ اصغر خان دونوں صوبوں میں ٹکٹوں کی تقسیم پر متفق ہونے کے باوجود اسے مسئلہ بناتے ہوئے قومی اتحاد میں منافرت کی ہوا کو فروغ دے رہے تھے۔ اب بھی اصغر خان نے اپنے غیر ملکی دورے سے واپسی پر کہا تھا کہ "دونوں صوبوں میں کسی کی اجارہ داری نہیں ہے" جبکہ ان دونوں صوبوں میں یہ اقلیت میں ہیں۔

مضمون نگار کا سرحد اسمبلی میں مسلم لیگ کا تجزیہ اور یہ کہنا کہ "نیپ اور جمعیت کی طرف سے واضح اکثریت سے ٹکٹ لینے کا مطالبہ وزنی اور دلائل سے بھرپور نہیں معلوم ہوتا" درحقیقت مسلم لیگ کا صحیح تجزیہ کرنے سے پہلو تہی اختیار کی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۰ پر

مسلم لیگ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں حقیقت پسندی کا ثبوت دے

پیپلز پارٹی کی نئی مُہم

مُحاسبہ کے نتائج سے بچنے کی ناکام کوشش

افسر شاہی کے کرشمے:

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک اخباری انٹرویو میں کہا ہے کہ ملک میں مہنگائی کے بارے میں جس قدر شور مچایا جا رہا اتنی مہنگائی نہیں ہے"۔

جنرل موصوف کے اس ارشاد سے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے ہاں افسر شاہی کو عوامی مسائل پر پردہ ڈالنے اور ہر حالت میں "سب اچھا" کی رپورٹ دینے کی جو بُری عادت پڑ چکی ہے، مارشل لاء کے نفاذ کے بعد بھی اس میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ بلکہ انتظامیہ کے افسران بدستور عوام اور حکومت کے درمیان ناقابلِ عبُور دیوار کا روایتی کردار ادا کرنے میں مصروف ہیں۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق سے مودبانہ استدعا ہے کہ وہ عوامی مسائل کو افسر شاہی کی عینک سے دیکھنے کی بجائے ان کے ادراک اور حل کے لیے اپنے وسائل اور صلاحیتوں کو استعمال میں لائیں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ ان کی میز پر پہونچنے والی روزمرہ رپورٹوں اور عوام کے حقیقی مسائل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔

اخباری کاغذ کا بُحران

پی پی آئی کی ایک خبر کے مطابق بنگلہ دیش سے دو ہزار آٹھ سو ٹن اخباری کاغذ کراچی پہونچ گیا ہے۔ جس سے قومی اخبارات و جراید کو اخباری کاغذ کے سلسلے میں درپیش مسائل کو کم کرنے میں کافی مدد ملے گی۔ اخباری کاغذ ہماری اخباری صنعت کی ایک بنیادی ضرورت ہے جس کی درآمد اور تقسیم پر گذشتہ حکومت نے سیاسی مقاصد کے لیے سرکاری اجارہ داری قائم رکھی تھی اور سرکاری پالیسیوں سے اختلاف رکھنے والے اخبارات و جراید کو اخباری کاغذ کی فراہمی روک اختلاف کی سزا دی جاتی تھی۔

اس نقطۂ نظر سے اخباری کاغذ کی درآمد و تقسیم پر سرکاری اجارہ داری کا تجربہ انتہائی تلخ ثابت ہُوا ہے اس لیے صحافتی حلقے بجا طور پر یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اخباری کاغذ کی کھلی مارکیٹ میں درآمد کی اجازت دی جائے تاکہ قومی اخبارات و جراید اپنی ضرورت کے مطابق اخباری کاغذ کسی روک ٹوک کے بغیر منگوا سکیں اور سرکاری اجارہ داری کے جو ناخوشگوار نتائج سامنے آئے ہیں ان کی بھی تلافی ہو سکے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی اور حکومت پاکستان

حکومت پاکستان ہر سال تحریکِ پاکستان کے ایّامِ ولادت اور برسوں پر ان کی خدمات کو منظر عام پر لانے کا اہتمام کرتی ہے اور اخبارات و جراید ان مواقع پر خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کرتے ہیں۔

یوم ولادت یا برسی منانے کی شرعی پوزیشن سے قطع نظر دورِ حاضر کی ایک روایت اور حکومت و اخبارات کی اخلاقی ذمہ داری کے نقطۂ نظر سے یہ شکوہ بجا ہے کہ تحریک پاکستان کے سربرآوردہ قاید شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہٗ کی اٹھائیسویں برسی کے موقع پر ۱۳ دسمبر ۱۹۷۷ء کو نہ تو ریڈیو، ٹی وی نے کوئی پروگرام نشر کیا اور نہ قومی اخبارات و جراید نے ان پر کوئی خصوصی اشاعت حتیٰ کہ مضمون تک شائع کیا۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی خدمات اور جدوجہد کو تحریک پاکستان میں فیصلہ کن عنصر کی حیثیت حاصل ہے اور ان کے ساتھ خود انہی کے قائم کردہ ملک میں یہ سلوک نہ صرف ناانصافی اور ستم ظریفی کی انتہا ہے، بلکہ غور و فکر کا متقاضی بھی ہے اور ان حلقوں کو جو تحریکِ آزادی و تحریکِ پاکستان کے حقیقی قایدین سے نئی نسل کو تعارف کرانے کے خواہشمند ہیں اس المیہ پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

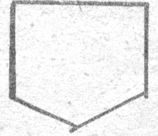
پیپلز پارٹی کی نئی مہم

پاکستان پیپلز پارٹی نے کچھ عرصے سے ملک میں ہنگاموں اور گڑبڑ کی جو نئی مہم شروع کر رکھی ہے وہ دراصل احتساب کے نتائج سے بچنے کی درپردہ خواہش کی تکمیل کی غرض سے ہے۔

پی پی پی کی لیڈر شپ جانتی ہے کہ انہوں نے گذشتہ ٦ برس میں ملک میں معاشی، انتظامی اور سیاسی طور پر جو خرابیاں پیدا کی ہیں انہی بداعمالیوں کے سلسلہ میں وہ اس وقت محاسبہ کا سامنا کر رہے ہیں اور محاسبہ کے اس عمل کا جو منطقی نتیجہ ہو سکتا ہے اس سے بچاؤ کی اور کوئی صورت نہیں ہے کہ ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا کر دیا جائے، لیکن پیپلز پارٹی کی قیادت کو یاد کر لینا چاہیے کہ محاسبہ تاریخ کا ایک لازمی عمل ہے اور اس قسم کی حرکات سے تاریخ کے عمل کو روکا نہیں جا سکتا۔

از : حضرت مولانا محمد میاں صدیقی رح

امیر المومنین
سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اصحاب بدر کے لڑکوں کے لئے	۲۰۰۰ درہم سالانہ
شرکاءِ بدر کے بعد سے صلح حدیبیہ تک کے اصحاب	۴۰۰۰ " "
انصار	۴۰۰۰ " "
اسامہ بن زید	۴۰۰۰ " "
مہاجرین قبل فتح مکہ اور شرکاءِ فتح مکہ و غزوات تا واقعہ قادسیہ	۳۰۰۰ " "
جو لوگ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے یا جنگ قادسیہ و یرموک میں شریک ہوئے۔	۱۰۰۰ " "
شرکاءِ جنگ یمامہ	۲۰۰۰ " "
یمن اور قیس والوں کو جو شام میں تھے	۴۰۰۰ تک علیٰ قدر مراتب
قادسیہ و یرموک کے بعد کے مہاجرین	۱۰۰۰ درہم سالانہ
مثنّیٰ کی فوج ردیف	۵۰۰ " "
لیث اور ان کے بعد کی فوج	۳۰۰ " "
ربیع کی فوج ردیف	۲۵۰ " "
اہل بدر کی بیویوں کو	۵۰۰ " "
اہل بدر کے بعد سے شرکاءِ صلح حدیبیہ تک کی بیویوں کو	۴۰۰ " "
صلح حدیبیہ کے بعد کی بیویوں سے عہد فاروق تک کی بیویوں کے لئے	۲۰۰ " "

(حضرت حسن رض و حسین رض، ابوذر رض اور سلمان رض کو باستثنا اہل بدر، اہل بدر میں شریک کرکے پانچ پانچ ہزار درہم تنخواہیں دی گئیں)۔

فوجی نظام :

فاروق اعظم رض نے اسلامی حکومت کے فوجی نظام اور دفاعی صلاحیت پر کتنی توجہ دی اس کا اندازہ انتہائی اجمالی طور پر ان باتوں سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے مدینہ، کوفہ، بصرہ، موصل، فسطاس، مصر، دمشق اور اردن میں مستقل فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔

جہاں ہر وقت کم سے کم چار چار ہزار گھوڑے جنگی مقاصد کے استعمال کے لئے تیار رہتے تھے، فوجی اہمیت کے بہت سے مقامات پر دفاعی نقطۂ نظر سے قلعے تعمیر کرائے، فوجی بھرتی عام کی گئی۔ سپاہی کی کم سے کم تنخواہ دو سو بیس درہم سالانہ رکھی گئی۔ فوجی افسروں کی تنخواہیں پانچ ہزار درہم سالانہ سے سات ہزار درہم سالانہ تک مقرر کی گئیں۔ آپ رض نے مسلح فوج کی تعداد دس لاکھ تک پہنچا دی اور پھر ہر سال تیس ہزار کی مزید بھرتی کی جاتی۔ فوجیوں کے بچوں کے وظیفے مقرر کئے اور ان کو خصوصی رعایتیں دی گئیں۔ فوجی مقاصد کے لئے بہت سی سڑکیں اور پل تعمیر کئے گئے۔ فوجیوں کو ہر چار ماہ بعد چھٹی کی سہولت دی گئی۔ (تاریخ اسلام - معین الدین ندوی جلد اوّل)

رعایا پروری :

فاروق اعظم رض کی نظر خلافت کی ظاہری شان و شوکت پر نہ جاتی تھی۔ وہ ہمیشہ اس کی دشواریوں اور ذمہ داریوں پر نظر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت نے نہ انہیں کبھی مغرور کیا اور نہ کبھی اس کی ظاہری چمک دمک سے ان کی آنکھیں خیرہ ہوئیں۔ فرض کا یہ احساس ان میں اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ تاریخ اپنے کسی دور میں اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ اس احساس کی تصویر کھینچنے کے لئے خود ان کے اس قول سے بہتر الفاظ ہمیں نہیں مل سکتے کہ "میں رعایا کی دیکھ بھال کیسے کر سکتا ہوں جب تک مجھ پر بھی وہی کچھ نہ بیتے جو اس پر بیتتی ہے"۔

اور یہ اسی احساس کا کرشمہ تھا کہ کمزوروں اور محتاجوں کے جذبات کا صحیح اندازہ لگانے کیلئے فاروق اعظم رض نے اپنے آپ کو ہمیشہ انہی کی سطح پر رکھا۔

جس وقت مدینہ میں مال غنیمت کے انبار لگ رہے تھے اس وقت بھی عمر فاروق رض نے اس میں سے اتنا ہی حصہ لیا جتنا کہ ایک عام مسلمان لیتا تھا۔ آپ رض فرمایا کرتے تھے کہ "اللہ کا مال میرے لئے ایسا ہے جیسے کسی یتیم کا مال اس کے سرپرست کے لئے۔ ضرورت نہیں ہوتی تو اسے ہاتھ نہیں لگاتا، احتیاج ہوتی ہے تو بقدرِ حاجت لے لیتا ہوں"۔

(عمر فاروق اعظم رض محمد حسین ہیکل)

حضرت عمر رض نے خلافت سے اپنے لئے کچھ نہ چاہا، بلکہ وہ جس طرح مسلمانوں کے اتحاد اور آزادی کے امین اور نگران تھے اسی طرح اپنے آپ کو ان کے مال کا بھی امانت دار سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک خلافت کو پدرانہ حیثیت حاصل تھی، جس طرح باپ اپنی اولاد کا خیال رکھتا ہے اسی طرح امیر المومنین مسلمانوں کا خیال رکھتے تھے۔

ایک رات وہ مدینہ سے نکلے، ان کے غلام اسلم ان کے ساتھ تھے۔ ایک خیمہ نظر آیا، دونوں اس کی طرف بڑھے، وہاں ایک عورت دردِ زہ کی تکلیف سے کراہ رہی تھی۔ آپ نے اس کا حال پوچھا۔ بولی۔ میں ایک غریب اور بے کس عورت ہوں، میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت عمر رض

تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اپنے گھر آئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثومؓ سے کہا "اللہ نے ایک نیکی تمہاری طرف بھیجی ہے اسے حاصل کرو گی؟" انہیں پورا واقعہ سنایا۔ وہ بولیں 'ضرور'۔ حضرت عمرؓ نے آٹا، گھی وغیرہ اپنی پیٹھ پر لادا۔ حضرت ام کلثومؓ نے تیمارداری کا ضروری سامان لیا اور دونوں خیمے کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت ام کلثومؓ خیمہ کے اندر اس عورت کے پاس چلی گئیں اور حضرت عمرؓ باہر اس کے شوہر کے پاس بیٹھ گئے۔ عورت کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو ام کلثومؓ بے ساختہ پکار اٹھیں۔

"امیرالمومنین! اپنے دوست کو بیٹے کی خوشخبری سنا دیجئے۔"

اس وقت جو یہ آواز سنی تو چونک پڑا اور لگا معذرت کرنے۔ فاروق اعظمؓ نے فرمایا "نہیں، کوئی بات نہیں"۔ اس کے بعد کھانے پینے کی چیزیں اسے دے کر واپس چلے آئے۔

فضائل اور انفرادی خصوصیات:

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے۔

"میرے رب نے تین باتوں میں میری موافقت کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہی اچھا ہو اگر ہم مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنا لیں، اسی پر یہ آیت اتری۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ازواج مطہرات کی موجودگی میں آپ کے پاس ہر قسم کے اچھے برے لوگ آتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر آپ امہات المومنین کو پردہ کا حکم دے دیں۔ معاً آیت حجاب نازل ہوئی۔ جب امہات المومنین نے حضور علیہ السلام سے کچھ مطالبات کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار ناراضگی فرمایا تو میں امہات المومنین کے پاس گیا اور ان سے کہا، یا تو اپنی روش سے باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلعم کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے گا۔ بعض ازواج مطہرات نے میرے اس طرز تخاطب پر خفگی کا اظہار بھی کیا اور میری نصیحت کو گھریلو معاملات میں مداخلت سمجھا چنانچہ کہنے لگیں

"عمر تم اور معاملات میں تو دخل دیتے ہی تھے اب ہمارے خانگی معاملات میں بھی دخل دینے لگے۔"

مگر اللہ جل شانہٗ کو عمر فاروقؓ کا رتبہ بڑھانا مقصود تھا فوراً یہ آیت نازل ہو گئی عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہٗ ازواجاً خیراً منکن مسلمات۔

حضرت عمر فاروقؓ کی فضیلت اور برتری اس وقت بھی ظاہر ہوئی جب جنگ بدر کے قیدی حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا کہ "ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے یا فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔" صدیق اکبرؓ کے پیش نظر یہ بات تھی کہ ان قیدیوں سے بطور فدیہ جو مال حاصل ہو گا وہ مسلمانوں کی جنگی تیاریوں میں کام آئے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے۔ حالانکہ اسیران بدر میں قریش کے بڑے بڑے سردار تھے، حضرت عباس، حضرت عقیل، ابوالعاص بن الربیع، ولید بن الولید۔ ان سرداروں کا گرفتار ہو کر آنا بڑا عبرت خیز سماں تھا جس سے سبھی کے دل متاثر تھے حتیٰ کہ ام المومنین حضرت سودہ بھی بے اختیار کہہ اٹھیں اعطیتم بایدیکم ھلا متم کراماً تم لوگ مجبور و بے بس ہو کر آئے ہو اس سے بہتر تھا کہ عزت و شرافت کی موت اختیار کر لیتے۔

حضرت عمرؓ کے پیش نظر دو باتیں تھیں مسلمانوں پر قریش کے بے پناہ مظالم، اور دوسرا ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اسلام کے مقابلہ میں رشتہ اور قرابت کو دخل نہیں ہونا چاہیے بلکہ حضرت عمرؓ اس معاملے میں اتنے متشدد تھے کہ آپؓ نے فرمایا

"ہر شخص کو اس کا عزیز دے دیا جائے (جو گرفتار ہو کر آیا ہو) اور وہ اس کو قتل کر دے۔"

آقائے نامدار نے شان رحمت کے تقاضے سے مجبور ہو کر حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند فرمائی اور بدر کے تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

ماکان للنبی ان یکون لہٗ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض۔

اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ملامت کی کیونکہ مسلمانوں نے اس سے پہلے گروہ کافروں کے دلوں میں اپنا رعب و دبدبہ بٹھا سکیں، فدیہ کی رقوم قبول کر لی تھیں حالانکہ مسلمانوں کے لئے یہ لازم تھا کہ وہ ہر معاملہ میں آخرت کی مصلحتیں پیش نظر رکھیں۔

جس وقت عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے (جو مسلمان ہو چکے تھے) حضور علیہ السلام کے پاس آئے اور درخواست کی کہ میرے باپ کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ نبی کریم علیہ السلام نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آمادہ ہو گئے، جب آپؐ مصلے کی جانب تشریف لے جانے لگے تو حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن کھینچا اور کہا یا رسول اللہ! کیا آپ اس عبداللہ بن اُبی کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں جو کفر کی حالت میں مرا ہے اور جو آپؐ کو اور مسلمانوں کو ایسی ایسی (سخت) باتیں کہا کرتا تھا؟ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن اُبی کی نبی علیہ السلام اور مسلمانوں کے حق میں پچھلی تمام بدگوئیوں کی یاد دلائی اور نماز جنازہ پڑھانے سے روکا مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عمر! مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کروں یا نہ کروں۔

بہرحال حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ کی اس جرأت پر سب کو حیرت ہوئی مگر کسے معلوم تھا کہ قدرت خود زبان عمرؓ سے یہ کہلوا رہی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام وہاں سے ہٹنے نہ پائے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہٖ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ابوبکرؓ و عمرؓ گزرے، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے علیؓ قریب ہو جا۔ میں قریب ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو نے ان دونوں کو دیکھا ہے؟ انہیں دیکھ۔ یہ دونوں جنت کے ادھیڑ عمر کے لوگوں کے سردار ہیں، صرف میری امت ہی کے نہیں بلکہ انبیا اور مرسلین کے سوا تمام اولین و آخرین کے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حذیفہ اور حضرت ربعی بن خراشؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "میرے بعد ان کی اقتدا کرنا اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ کیا۔"

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ "میرے دو وزیر آسمان میں ہیں۔ جبرئیل و میکائیل اور دو زمین پر۔ ابوبکرؓ و عمرؓ۔"

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین و انصار میں تشریف لاتے۔ ان میں ابوبکرؓ عمرؓ بھی ہوتے۔ ہم میں سے کسی کی جرأت نہ ہوتی کہ حضور

کے روئے انور کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھیں مگر ابوبکرؓ و عمرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور حضورؐ ان دونوں کی جانب نظر اٹھا کر خطاب فرماتے اور بسا اوقات تبسم بھی فرماتے اور ہم میں سے کسی کی جرأت نہ ہوتی کہ حضورؐ کے سامنے مسکرائیں بھی مگر ابوبکرؓ و عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مسکراتے تھے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "میں نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ عمرؓ کے فضائل تو بتلاؤ۔ جبرئیل بولے اگر میں آپ کے ساتھ اتنی مدت بھی رہوں جتنی نوح علیہ السلام (یعنی نوسو پچاس برس) اپنی امت میں رہے اور عمرؓ کے فضائل بیان کرتا رہوں تب بھی پورے نہ ہوں گے۔ اور حالانکہ عمرؓ، ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

(عمر بن الخطاب۔ لابن جوزی)

(اس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حد درجہ فضیلت اور عُلوِ مرتبت معلوم ہوئی)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ عمر بن الخطاب سراج اھل الجنۃ۔ عمر بن خطاب چراغ اہل جنت ہیں۔

پیغمبر علیہ السلام ہی کا ارشاد ہے کہ:۔

ان اللہ جعل الحق علیٰ لسان عمر وقلبہٖ۔

اللہ نے عمرؓ کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کر دیا ہے۔

اور اس سے بڑھ کر حضرت عمر فاروقؓ کی فضیلت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ایک موقع پر نبی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہونے والا ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا"

سن ہجری کی ابتداء

۱۶ ہجری میں حضرت عمرؓ کے سامنے ایک سرکاری تحریر پیش ہوئی اس پر صرف شعبان لکھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ کونسا شعبان ہے۔ اسی وقت مجلس شوریٰ منعقد کی گئی جس میں تمام بڑے بڑے صحابہؓ شریک تھے۔ اکثر صحابہ نے یہ رائے دی کہ اس معاملہ میں ایران والوں کی پیروی کی جائے چنانچہ ہرمزان جو خوزستان کا بادشاہ جو اسلام لے آیا تھا اس کو بلایا گیا۔ اسنے کہا ہمارے یہاں جو حساب ہے اسے "ماہ روز" کہتے ہیں اور اس میں مہینہ اور تاریخ دونوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ سوال اٹھا کہ سن کی ابتدا ہجرت نبوی سے ہونی چاہیے —— فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو پسند کیا اور سب کا اس پر اتفاق ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے ربیع الاول کی آٹھ تاریخ کو ہجرت فرمائی تھی۔ اس لحاظ سے ربیع الاول سے سن کی ابتدا ہونی چاہیئے تھی مگر کیوں کہ عرب میں سال یکم محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر اسلامی سن کی ابتدا محرم سے کی گئی (الفاروق۔ شبلی نعمانیؒ)

صبح کی نماز میں الصلوٰۃ خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) بھی حضرت عمرؓ کے حکم سے بڑھایا گیا۔

ازدواجی معاملات میں فاروق اعظمؓ کی روش

فاروق اعظمؓ کے بارے میں بہت سے تذکرہ نگاروں نے یہ بات کہی ہے کہ آپ بیویوں کے معاملہ میں بھی بڑے سخت گیر تھے۔ عمر فاروقؓ اگر واقعی اس معاملے میں سخت گیر تھے تو چنداں حیرت کی بات نہیں، کیونکہ دین کے معاملے میں انہوں نے کبھی کسی کے ساتھ رورعایت نہیں کی۔ اس بات کا تجزیہ خود عمر فاروقؓ کرتے ہیں کہ" زمانۂ جاہلیت میں میں عورتوں کی حق تلفی کیا کرتا تھا مگر اسلام نے عورتوں کو بہت سر بلند کر دیا۔ وہ اتنی جری ہو گئیں کہ بڑھ بڑھ کر جواب دیتی ہیں۔

قرآنی تعلیمات اور حضور علیہ السلام کے اسوۂ زندگی کے بعد عمر فاروقؓ نے کبھی عورتوں کے ساتھ ناانصافی نہیں کی۔ آپ نے اپنی بیویوں کو بھی ان تمام حقوق سے نوازا جو قرآن نے معین کئے تھے اور دوسرے لوگوں سے اس کی پابندی اور پیروی کروائی۔ آپ نے ہمیشہ عورتوں کو شرعی حقوق سے بہرہ ور ہونے کے مواقع بہم پہنچائے۔

بقیہ - ٹکٹوں کی تقسیم -

یہ بات درست ہے کہ سرحد اسمبلی کی چالیس نشستوں میں سے نیپ اور جمعیت نے مجموعی طور پر ۱۸ نشستیں جیتیں اور مسلم لیگ قیوم گروپ ۱۱ سیٹیں۔ کونسل مسلم لیگ ۴ اور کنونشن مسلم لیگ نے دو نشستیں حاصل کی تھیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیا انہوں نے مسلم لیگ کے تینوں دھڑوں کی سیاسی اور تنظیمی حیثیت پر غور کیا ہے؟

جہاں تک نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیت علماء اسلام کا تعلق ہے تو صاف ظاہر ہے کہ نیپ نے پچھلے انتخابات میں ۱۳ اور جمعیت نے ۵ صوبائی نشستیں حاصل کی تھیں۔ اس وقت بھی ان دونوں جماعتوں کا علیحدہ منشور اور علیحدہ حیثیت تھی اور اب بھی۔ تو گویا نیپ ۱۳ بڑے علاقوں میں لوگوں پر اثر انداز تھی اور جمعیت ۵ بڑے حلقوں میں جبکہ قیوم لیگ ۱۱ حلقوں میں۔ کونسل لیگ ۴ اور کنونشن لیگ ۲ حلقوں میں لوگوں میں مقبول تھی۔ ان تینوں جماعتوں کے علیحدہ علیحدہ تھے۔ یہ صورتحال اسی وقت تھی جب پاکستان کی کوئی بھی سیاسی پارٹی برسر اقتدار نہیں تھی اور ہر پارٹی میدان سیاست میں ہر دوسری پارٹی کا مقابلہ کر رہی تھی۔ پی پی پی کی حکومت آنے کے بعد قیوم لیگ حکومت میں شامل ہو گئی۔ حکومت میں شامل ہونے سے قیوم لیگ کے ۹۰ فیصد اراکین اور عہدے دار بھٹو پارٹی کے ہمنوا بن گئے اور یوں قیوم لیگ صرف نام کی حد تک رہ گئی۔ اور کونسل لیگ، کنونشن لیگ اتحاد کر چکی ہیں۔ اس لیے صوبہ سرحد میں اب کونسل لیگ اور کنونشن لیگ مکمل مسلم لیگ کی حیثیت میں موجود ہیں۔ پچھلے انتخابات میں ان دونوں جماعتوں نے مجموعی طور پر ۶ صوبائی نشستیں حاصل کی تھیں جبکہ نیپ اور جمعیت نے ۱۸ نشستیں حاصل کی تھیں جو کہ کونسل اور کنونشن مسلم لیگ کی حاصل کردہ نشستوں کا تین گنا ہے۔

یہاں مضمون نگار کا یہ کہنا کہ "نیپ اور جمعیت کی طرف سے واضح اکثریت سے ٹکٹیں لینے کا مطالبہ وزنی اور دلائل سے مزید معلوم نہیں ہوتا" حقیقت سے آنکھیں بند کر لینے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس تجزیہ کی روشنی میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ نیپ اور جمعیت کو قومی اتحاد کی طرف سے ٹکٹیں درست الاٹ ہوئی ہیں۔

مفتی صاحب کا ولی خان سے دو ٹوک بات کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ایسی صورتحال فی الحال نہیں ہے۔ این ڈی پی مسلم لیگ معاہدے کی مفتی صاحب تردید کر چکے ہیں۔ امید ہے کہ اگر ایسی صورتحال پیدا ہو گئی تو قومی اتحاد والے اسکو فہم فراست اور دور اندیشی سے نمٹا دیں گے۔

مدرسہ مظہر العلوم حمادیہ منزل گاہ سکھر

مدرسہ کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ یہ عمارت ہندوؤں سے واگزار کرانے میں متعدد مسلمانوں کو جام شہادت سے ہمکنار ہونا پڑا۔ شہداء منزل گاہ کے ایصال ثواب اور یادگار کے لیے ۱۹۳۹ء میں مدرسہ کا قیام عمل میں آیا۔ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ عربی، فارسی سے دورہ حدیث تک تعلیم دی جاتی ہے۔ مقامی طلباء کے علاوہ پچاس غیر مقامی طلباء مدرسہ میں مقیم ہیں۔ جن کی جملہ ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے۔ پانچ اساتذہ انتہائی محنت سے درجہ عربی میں طلباء کی تدریسی استطاعت بڑھانے میں مشغول ہیں۔ یہ ادارہ سکھر شہر میں لب دریا اور قدرتی اور حسین پہاڑی کے دامن میں پرسکون مقام پر واقع ہے۔ ادارہ ابھی تعمیری لحاظ سے تشنۂ تکمیل ہے امسال تقریباً تیس ہزار روپیہ کی لاگت سے ایک وسیع ہال برائے دار القرآن تعمیر کیا جائے گا جس میں مخیر حضرات کے تعاون کی فوری اور اشد ضرورت ہے

(مولانا) محمد مراد مہتمم مدرسہ مظہر العلوم حمادیہ منزل گاہ سکھر (سندھ)

دفتر جمعیۃ علماء اسلام کراچی سنٹر کا

افتتاح

دفتر کراچی جمعیۃ سنٹر کا گذشتہ دنوں افتتاح ہو چکا ہے۔ اب تک مختلف قائدین جمعیۃ اور قومی اتحاد، دفتر میں تشریف لا چکے ہیں، دفتر میں ناظم موجود رہتا ہے اور دفتر کے شعبہ دار المطالعہ میں تمام اخبارات سیاسی و مذہبی رسائل رکھے جاتے ہیں، شائقین مطالعہ ۲ بجے دوپہر سے ۷ بجے شام تک تشریف لا کر استفادہ کریں۔ ۲ بجے دوپہر سے چار بجے شام تک مولانا محمد ذکویا امیر جمعیۃ کراچی سنٹر بھی علاقہ کے مسائل سے آگاہی کے لیے دفتر میں ملیں گے اہل علاقہ شکایات و مشورہ کے لیے ان اوقات میں ملاقات کریں

دفتر جمعیۃ علماء اسلام کراچی سنٹر ۸ ۱/۳ کمرشل ایریا لیاقت آباد کراچی

حق کی آواز

قاری الٰہی بخش لانگ عمرپوری قدیرآباد، ملتان

میں وہ کلام ہوں جس کو اپنے نزول پر فخر و ناز ہے جو دین و دنیا اور زمین آسمان کی تمام کتابوں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ جس کے شروع میں میرے لاریب ہونے کا حتمی دعویٰ پروردگارِ عالم نے ان الفاظ میں کیا ہے :

ذالك الكتاب لا ريب فيه

اس کتاب میں ذرا شک و شبہہ کی گنجائش نہیں جس کے نزول پر تمام کتابیں اور شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ وہ تمام ظلمتیں کافور کی طرح بھاگ گئیں۔ جو گذشتہ زمانہ کی مخلوق کے لیے طرۂ امتیاز تھیں۔ میرا نزول عین اس وقت ظہور میں آیا جب کہ مخلوق اپنی جہالت، ظلم و ستم، فسق و فجور کے باعث قعرِ ذلت میں گر کر اپنے آپ کو مٹا دینے کے قریب پہونچ چکی تھی :

وكنتم على شفاء حفرة من النار فانقذكم منها۔

تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر پہونچ چکے تھے، اس نے تمہیں بچا لیا ہے۔

میں وہ کلام ہوں جس کی ایک سورت جیسی کوئی سورت نہ بنا سکا۔ تمام جن و بشر کو پروردگارِ عالم نے چیلنج دیا بایں الفاظ :

قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا ۝

آپ کہہ دیجیے کہ تمام جنات اور انسان جمع ہو کر یہ چاہیں کہ اس جیسا قرآن بنائیں تو بھی آپ کے امکان میں نہیں۔“

میں وہ کلام ہوں جو لوگوں کے لیے نصیحت ہوں اور ان کے اختلافات دُور کرتا ہوں، آپس میں متحد کرتا ہوں، اندھیرے سے روشنی میں لاتا ہوں میرے اندر ہدایات ہیں، رحمت ہے، شفا ہے، بشارت ہے، نور ہے۔ میں تمہیں حکمت کی باتیں بتانے کے لیے آیا ہوں، میں دنیا و آخرت میں عزت دلانے اور معزز بنانے کے لیے آیا ہوں۔ میں حق و باطل میں فرق کرنے اور تم میں سوجھ بوجھ پیدا کرنے کے لیے آیا ہوں، میں اس نبی آخر الزمان پہ نازل کیا گیا ہوں جو دنیا کے تمام موجودات کی طرف مبعوث ہو کر آیا ہے، جو تمام عالم کے لیے رحمت بن کر آیا۔

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ۝

”ہم نے آپ کو تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

میں مسلمانوں کی بیماری کی شفا اور رحمت بن کر آیا ہوں۔!

وننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمومنين

ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہیں۔“

میں وہ پیغام حیات لے کر آیا ہوں، اگر اس پر عمل کرتے تو کبھی بھی ذلت و خواری کا منہ نہ دیکھتے جس سے آج تم کو دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ آج تمہاری ذلت و خواری پر اغیار ہنس رہے ہیں۔ وہ تمہارا مذاق اڑا رہے ہیں اور تم پر آوازیں کس رہے ہیں، جس طرح تم کو چاہیں نچا رہے ہیں، اگر تم میرے لائے ہوئے پیغام پر عمل کرتے تو آج اس ذلت کے گڑھے میں نہ گرتے اور وہ پیغام صرف اتنا تھا :

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا۔

اے مسلمانو! اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑو آپس میں تفرقہ بازی نہ کرو۔

تم دینِ کامل پر قائم رہتے اکج رو لوگوں کے پیرو نہ ہوتے تو مجھے تمہیں مخاطب کرنے کی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی تمہارے دم سے میری بقا ہے۔ میں لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا ہوں، میری حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھا ہے۔ مجھے آج قلق ہوا تو صرف اس لیے کہ تم دنیا میں اشرف المخلوقات کہلاتے ہو، اور تمہاری ہی اولوالعزم پیغمبر کے ماننے والے کہلاتے ہو اور خیر الامم کے خطاب یافتہ ہو کر ہر بُرائی کے علمبردار بنے ہوئے ہو۔ زبان تمہاری سچی نہیں، اخلاق تمہارے اچھے نہیں، اعمال تمہارے درست نہیں، حلال و حرام کی تمہیں پرواہ نہیں، دوست اور دشمن کی تمہیں پہچان نہیں، حق و باطل کی تمہیں تمیز نہیں نیتیں تمہاری درست نہیں، ایثار و ہمدردی کا تمہیں پتہ نہیں۔ آج تمہارے اندر جھوٹ، وعدہ خلافی، ظلم و ستم، بے انصافی، غیبت و بہتان، بخیلی، بڑوں کی بے عزتی، اپنوں سے بے مروّتی، خود غرضی اور مطلب پرستی عام ہے۔ کیا کیا تمہارے گناہ گنواؤں وہ کونسا عیب ہے جو تم میں نہیں۔ وہ کونسی مصیبت پریشانی اور تکلیف ہے جو تم پر نہیں۔ [illegible]

آفتوں اور مصیبتوں کی آماجگاہ تم ہی ہو۔ کیوں کبھی اس کے اسباب و علل پر بھی دھیان دیا کبھی اس بات کو بھی سوچا کہ۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے یا یوں زمانہ اور قسمت کا رونا رو دیا جاتا ہے۔ کہ زمانے کی گردش اور بگڑ ہے جو چل رہا ہے، یا قسمت ہی ہماری خراب ہے ۔:

نہیں یہ خیال محض غلط ہے، اس کا سبب صرف ایک ہی ہے:

ومن اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃً ضنکاً ونحشرہٗ یوم القیامۃ اعمیٰ ؕ

"جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لیے تنگی کا خمیازہ ہوگا اور قیامت کے روز ہم اسکو اندھا کر کے اٹھائیں گے"

تم نے خدائی احکام کو پس پشت ڈال رکھا ہے کہ تمہاری زبوں حالی کی یہی ایک وجہ ہے ورنہ تم دنیا میں بڑی شان کے ساتھ پیدا کیے گئے تھے، لیکن اس شان کے ساتھ دنیا کی کیا شرط لگائی گئی تھی:

وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ہ

اور تم سربلند اور کامیاب ہوگے، اگر تم فرمانبردار اور ایمان دار رہو۔

گو شرط مومن ہونا ہے۔ مومن وہ ہو سکتا ہے جو احکام الٰہی اور سنت نبوی کا سچا پیرو ہو اور پابند صوم وصلوٰۃ ہو، شریعت کے حکموں پر عمل پیرا ہو۔ سیدھا سادا مسلمان ہو، حلال کی کمائی ہو، کسی پر ظلم زیادتی نہ ہو، اس زندگی پر اعتماد نہ ہو، آخرت کی فکر ہو، ہر روز صبح کو میر اورد ہو۔

تم ذرا تاریخ اٹھا کر عرب کے حالات پر غور کرو۔ ان کا اخلاق و تمدن کیا تھا۔ افریقہ کے وحشیوں کا رتبہ کیا تھا۔ بربر کی بربریت سے کوئی آشنا نہ تھا اور ترک و تاتاری کی درندگی کے واقعات سے کس کے کان آشنا نہ تھے۔ لیکن دیکھو جب میں نے ان کے سروں پر سایہ ڈالا تو انہیں کے ہاتھوں سے عظیم الشان سلطنتوں کی بنیادیں پڑیں۔ بڑے بڑے متمدن شہر آباد ہوئے۔ علوم و فنون کے کالج کھلے، تمدن و تہذیب کے چشمے جاری ہوئے اور ان کی

برّی اور بحری تجارتوں نے دنیا [illegible] ملی پر قبضہ کر لیا یہ سب کچھ حکم کی برکتوں سے [illegible] میں نے عدل و انصاف اور مساوات، ا[illegible] ہمدردی کے سبق دے کر اہل جہاں کی آنکھوں [illegible] وہ نظارے دکھائے جن سے ابتدائی زندگی سے [illegible] تک انھوں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ میں نے [illegible] کی قوموں کو مغرب سے اور مغرب کی بستیوں [illegible] ق سے ملا دیا۔ اور حسب نسب، قومیت وطنیت [illegible] ستی و بلندی، شاہی و گدائی، ہر قسم کی اونچ نیچ [illegible] آن والوں کی برادری اور واحد قومیت پیدا کر د[illegible] کا وطن دنیا کا ہر ملک اور جس کا گھر دنیا کا ہر گ[illegible]۔ میں نے باطل پرستی کے ہر طلسم کو توڑا، بُ[illegible] ہیکل مسمار کیے، ستارہ پرستی کے چراغ گل [illegible] انسا[illegible] جانوں کی قربانیاں موقوف کرائیں۔ دختر [illegible] زندہ دفن سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ عورتوں کو عزت [illegible] ل کو آزادی اور غریبوں کو بشارت دی اور سب [illegible] کے لیے صرف ایک ایمان اور عمل صالح کو ہر قسم [illegible] ل اور سعادت کا ذریعہ بتایا اور بتایا کہ انسانی سعاد[illegible] راستہ جنگلوں، غاروں، پہاڑوں اور ویرا[illegible] ے گوشوں سے ہو کر نہیں گزرتا، بلکہ شہروں، بازاروں مجمعوں اور انسانی بھیڑ بھاڑ کے اندر سے گذرتا ہے اور انسان کے لیے اللہ کی آخرت انسانوں کی بھلائی، یتیموں کی سرپرستی غریبوں کی امداد، گردوں کی دستگیری، مظلوموں کی فریاد رسی، غلاموں کی آزادی ہی نیکی کی چیزیں ہیں اور اس راہ میں ہر قسم کی جد وجہد، زحمت کشی، محنت و ایثار اور قربانی و نفس کشی حقیقت میں سچی عبادت ہے، اور سب سے بڑھ کر میں نے جو کام کیا وہ یہ ہے کہ اللہ والوں کی ایک جماعت پیدا کی جو اللہ ہی کے لیے دیتی اور رکتی تھی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت و بغض رکھتی تھی، اللہ ہی کے لیے جیتی اور مرتی تھی۔

اے مسلمانو! قوت ایمانی کا یہ خزانہ بھی تمہارے پاس ہے اور اللہ کے اس خزانہ رحمت کی کنجی اب بھی تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ ادب سے میرے اوراق کھولو اور پروردگارِ عالم کے مقصدوں کو سمجھو، اس کی باتوں پر یقین کرو، اس کے حکم مانو، اور ان پر عمل کرو، پھر دیکھو کہ کیونکر خدا تعالیٰ کے وعدے ایک ایک کر کے پورے ہوتے ہیں۔

اے میرے ماننے والو! تمہاری ذلت کی انتہا ہو چکی ہے، تم جس شان سے پیدا کیے گئے تھے، جس کا کلمہ پڑھتے ہو اس کی لاج رکھو اور تمہارے پیدا کنندہ کی انتہائی تاکید ہے کہ تم دنیا میں پرہیزگار رہو اور تم دنیا سے فرمانبردار ہو کر جاؤ۔ جیسے کہ ارشاد باری ہے:

ولا تموتن الا وانتم مسلمون ؕ

تمہاری موت فرمانبرداری کی حالت میں آئے۔

اگر ان شرائط کے ساتھ نہ مرے جو مسلمان کے لیے ضروری ہیں تو جس بنا پر میں نازل کیا گیا ہوں وہ بجائے شفاعت کرنے کے مُبادا تمہارے متعلق دربار اقدس میں کبھی یہ نہ فرما دیں:

یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجوراً ؕ

اے پروردگار! میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

پھر سٹ پٹاؤ گے اور حسرت کے آنسو بہاؤ گے۔ مگر کچھ نہیں بن سکے گا جس دن سے تم غافل ہو وہ دن آنے والا ہے اور ضرور آئے گا۔ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ غفلت کی آنکھیں کھولو اور صحیح معنوں میں انسان بن جاؤ ورنہ پھر یہ حیات مستعار ہاتھ نہ آئے گی: ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

آخر میں میں قارئین کرام سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ اس تحریر کو خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھ کر سنائیں، خود عمل کریں اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کریں۔



پاکستان کی بساط پر سیاسی مہرے!

تحریر:-
محمود عارف لاہور

کسی ملک یا قوم کے اجتماعی مفادات کے لیے تگ و دو کرنے کا نام سیاست ہے، لیکن اگر وہ دوڑ دھوپ محض اپنی ذاتی اغراض و مقاصد کے لیے ہو تو سیاست اغراض و مقاصد کا ایک ایسا اکھاڑہ بن جاتی ہے جہاں پر چند افراد ابنائے وطن کی عزتوں اور ان کے جان و مال سے کھیلتے اور اس طرح چند افراد ملک و قوم کو تباہی ہمکنار کر دیتے ہیں۔ سلطان ٹیپو کے خلاف میر صادق کا اقدام اور شجاع الدولہ کے خلاف میر جعفر کی سرکشی، اسی سلسلے کی کڑیاں اور اسی نوع کی عمدہ مثالیں ہیں۔

ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ اسے آج تک میر صادق اور میر جعفر تو بہت سے میسر آئے لیکن وہ شخص نہ مل سکا جو ملک اور قوم کی ناؤ کو ذاتی اغراض و مقاصد کی منجدھار سے نکال کر ترقی کے کھلے سمندر میں ڈال سکے۔ آج تک جو بھی اس کی قسمت کے مالک ہوئے انہوں نے اس کو لوٹا تو سہی مگر اس کو بنانے پر کوئی توجہ مبذول نہ کی، ان کے اپنے گھر تو بنے اور خوب بنے، مگر ملک کی عمارت اور بنیادیں ہلتی گئیں یہ داستان اتنی طویل ہے کہ اس کو سنانے کے لیے اچھی خاصی ضخیم کتاب درکار ہے۔ ہماری المیہ داستان کی ابتداء اسی وقت سے شروع ہوتی ہے جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔ ستم ظریفی ہے کہ آج تک وہی لوگ اس کی قسمت کے ناکتخدا بنے جو سیاست کے حروف ابجد سے بھی واقف نہ تھے۔ سیاست کا کوچہ ان کے لیے کھیل کا میدان ——— (PLAY GROUND) تھا جہاں پر انہوں نے اپنے مختلف کرتب دکھائے اور دیکھنے والوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی رکھی۔

انہی لوگوں نے اپنی ذاتی اغراض کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ اور بعد ازاں پاکستان مسلم لیگ کے اتنے حصے کیے کہ وہ لخت لخت ہو کر رہ گئی۔ اور جب اس کا سورج غروب ہوا تو نئی سیاسی جماعتوں سے وابستگی میں کوئی دیر نہ کی۔

یہی وہ لوگ تھے کہ جب مرحوم ایوب خان نے پاکستان کونسل مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ملک کی سیاست پر دھاوا بولا تو اپنے ہزاروں ساتھیوں سمیت اس میں داخل ہونا شروع ہو گئے بالآخر اپنے ساتھ اس کو بھی لے ڈوبے۔ بعد ازاں پی پی پی کا سورج طلوع ہوا تو پھر اس میں بھی مذکورہ بالا طریقے سے داخلہ شروع ہو گیا اور یہ سلسلہ مرحومہ پی پی پی کے پورے دور اقتدار تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ جب مسٹر بھٹو کے ڈرامے کا ڈراپ سین ہوا تو اب یہ لوگ دو دھڑوں میں بٹ گئے ہیں ایک دھڑا تو وہ ہے جو گوشہ نشین ہو کر ملک کے حالات کا بغور جائزہ لے رہا ہے تاکہ جو فریق بھی غالب ہوتا نظر آئے فوراً اس سے اپنی وابستگی کا اعلان کر دے۔ مگر دوسرا گروہ ان جماعتوں کا رُخ اختیار کر رہا ہے جنہوں نے اپنے دروازے ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کے لیے کھول رکھے ہوتے ہیں۔

دروازے ان جماعتوں کے کھلے ہیں جن جماعتوں کے پاس دوسروں کے لیے اور خود اپنے لیے بھی سوائے دل میں چھپی ہوئی امیدوں کے اور کچھ نہیں۔ نہ کوئی سیاسی نظریہ اور نہ کوئی سیاسی و معاشی نصب العین، صرف یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ شاید کوئی پنچھی ہمارے دام میں بھی آجائے اور کبھی کبھار واقعی ان کے دام میں کچھ نہ کچھ آتا ہی رہتا ہے چاہے "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا" ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً حال ہی میں تحریک استقلال بلوچستان کے ایک ایسے پنچھی کو پکڑنے میں کامیاب ہو گئی جو کئی سیاسی جماعتوں کو چکمہ دے چکا ہے۔ مگر بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ شکار درحقیقت تحریک ہے اور وہ شکاری۔ ہمارے نزدیک یہ بحث لفظی ہے۔

صرف تحریک استقلال ہی پر موقوف نہیں پاکستان قومی اتحاد میں شامل ایک جماعت بھی اپنے بارہ دروازے چوپٹ کھولے بیٹھی ہے۔ اس سیاسی جماعت کے رہنما بھی یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ کہ جب پی پی پی کے قل شریف کی رسم ہو چکے گی تو ہماری کھیتی سرسبز و شاداب ہو جائے گی، چنانچہ اس سلسلے میں، یعنی نئے نئے پنچھیوں کو پھانسنے کے لیے ان لیڈروں کے عجیب و غریب قسم کے بیان آتے رہتے ہیں جو خود بعض اوقات ان کے دیگر بیانات سے قطعی مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً حال ہی میں اس سیاسی جماعت کے ایک لیڈر کا بیان "ملّا ازم" کے خلاف شائع ہوا جب پہ قومی اتحاد کے حلقوں کی طرف سے بڑی لے دے ہوئی، مگر یہ سب کچھ نئے

نے پنچھیوں کو اڑانے اور انہیں محبوس کرنے کے ذریعے ہیں۔

پاکستان کی بساط پر جو بھی سیاست ابھرتی ہے یہ سیاسی مہرے ان کے ساتھ چلتے ہیں، جو بھی حکومت آتی ہے یہ اس کے دست و بازو بن جاتے ہیں۔ پاکستان کی سیاست میں آج تک جو کچھ ہوا اس کے ذمہ دار یہی سیاسی مہرے ہیں۔ انہوں نے ایسے حالات پیدا کیے کہ وطن عزیز دو حصوں میں بٹ کر رہ گیا۔ انہی لوگوں نے پاکستان کے بقیۃ السیف حصے کو اتنا لوٹا کہ اس کا پنجر نکل آیا۔ سیاست کے کوچے میں انہی کی حکمرانی ہے، ان کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے کوئی سیاسی جماعت اپنا اصلاحی پروگرام مکمل نہیں کر سکتی۔!!

توجہ طلب معاملہ

پاکستان کی سیاست میں مسئلہ حکومت کی تبدیلی کا نہیں، بلکہ اصل مسئلہ ذہن اور فکر کی تبدیلی کا ہے۔ ان سیاسی بازیگروں نے عوام الناس کے دلوں اور دماغوں پر یہ تصور بٹھا دیا ہے کہ سیاست شریف اور شرافت کی جگہ نہیں، بلکہ شریر اور شرارت کا اکھاڑہ ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ عوام الناس بالخصوص دیہات کے جاہل عوام علماء کرام کا سیاست میں حصہ لینا عجیب سا لگتا ہے۔ ان لوگوں نے عوام کے دلوں پر یہ تصور راسخ کر دیا ہے کہ "ملا کی دوڑ مسجد تک" مسجد سے باہر کی دوڑ میں کسی بھی عالم دین کو حصہ ہی نہیں لینا چاہیے۔ چنانچہ یہ سیاسی مہرے جب بھی کبھی ایسے لوگوں کے سامنے جاتے ہیں وہاں علماء کی سیاست میں مداخلت کے خلاف یہی رویہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ سیاست کسی عالم کے لیے مناسب نہیں، کیونکہ سیاست میں دھوکہ دہی کرنی ہوتی ہے، جھوٹ بولنا پڑتا ہے، چکمہ چلانے پڑتے ہیں، فریب کاری اور ملمع سازی کا بہروپ اختیار کرنا ہوتا ہے، جبکہ یہ چیزیں کسی گریجویٹ کے لیے تو ٹھیک ہیں، مگر ایک عالم دین کی شایان شان نہیں۔

ان سے کوئی پوچھے کہ کیا یہ باتیں کسی مسلمان کے لیے مناسب ہیں۔ محمد مصطفیٰ کا نام لینے والا کبھی دھوکہ کر سکتا ہے؟ کبھی فریب اور مکاری سے کام لے سکتا ہے؟ کیا سیاست میں آکر مذہب بدل جاتا ہے۔ جب کہ یقیناً یہ بات نہیں۔ ہمارا ملک ایک نظریاتی ریاست یا مذہبی اسٹیٹ (RELIGIOUS STATE) ہے۔

اس ریاست کی سیاست میں بھی ہمارے مذہب کے بنیادی قوانین کو عمل دخل ہونا چاہیے۔ ہماری ملکی اور ملی سیاست کا تقاضا ہے کہ: اسلامی قوانین کو نظر انداز نہ کریں، ہم ملکی اور ملی بہبود کو ہر حال میں مقدم رکھیں۔

ایک طرف تو عوام الناس کے ذہنوں سے اس غلط تاثر کو ختم کرنے کی ضرورت ہے اور دوسری طرف یہ بھی ضروری ہے کہ سیاست کے کوچے پر ان سیاسی مہروں کی مخصوص اجارہ داری ختم کر دی جائے۔ ایسے گندے اور پلید ذہنوں کے لوگوں سے سیاست کے کوچے کو پاک صاف کر دیا جائے۔ اس کے لیے احتساب کے عمل کو شدید اور وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری ناقص رائے ہے کہ پاکستان میں موجود ہر اس شخص کا احتساب ہونا چاہیے جس کو عوام کی طرف سے چھوٹی، یا بڑی ذمہ داری سونپی گئی ہو۔ اور وہ اس کے ادا کرنے میں ناکام رہا ہو۔ بلدیاتی سطح سے لے کر وفاقی اور مرکزی سطح تک کے تمام لیڈران کرام کے ماضی کا بغور جائزہ لیا جائے۔ ان میں جو دیانت دار لگن اور محنت سے کام کرنے والے ہوں انہیں چھوڑ دیا جائے اور جو غیر ذمہ دار، بددیانت اور خائن ثابت ہوں انہیں ایسی عبرت ناک سزا دی جائے کہ مستقبل میں دوسروں کے لیے عبرت ہو اور خود ان کو بھی۔

آج تک پاکستان کی تاریخ میں احتساب کے عمل کا اجراء نہ ہو سکا۔ اس لیے اس طبقے کو کھل کھیلنے اور من مانیاں کرنے کے مواقع ملتے رہے۔ حال کی حکومت نے اس کام کو شروع کرنے کا ارادہ تو کیا ہے، مگر ان کا دائرہ صرف بھٹو اور ان کے حواریوں کی دوات شریفہ تک محدود ہے۔ جبکہ پاکستان کے نحیف اور کمزور ڈھانچے کا پرزور مطالبہ ہے کہ میرے تمام لوٹنے والوں کا محاسبہ کیا جائے۔!

پاکستان کے نیم مردہ جسم

کا کہنا ہے کہ:

مجھے صرف ایک ہی جماعت نے نہیں لوٹا، بلکہ مجھے لوٹنے اور تباہ کرنے والوں میں بہت سے پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں۔ اگر ان تمام کو بے نقاب نہ کیا گیا تو ملک کے ساتھ ساتھ مسلم قوم کے حق میں بھی اچھا نہ ہوگا آج اگر کوئی پاکستان کی صحیح معنوں میں خدمت کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اس سے بہتر اور کوئی میدان نہیں ہو سکتا! جس شخص نے یہ فریضہ سر انجام دیا وہ ملک اور مستقبل کا عظیم ہیرو ثابت ہوگا مستقبل کی نسلیں اس کے نام پر عقیدت کے پھول نچھاور کریں گی۔ اس کا نام عظمت اور رفعت کا مینار ثابت ہوگا۔ اسکی گرد راہ سے کاروان منزل کا نشان پائیں گے اور پاکستان کی قسمت مئی کی سنہری دھوپ کی طرح چمکنے لگ جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اعلان

ایک صاحب "جمعیۃ علماء اسلام" کے موضوع پر اسلام آباد یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کو جمعیۃ کی پوری تاریخ مرتب کرنی ہے جن حضرات کے پاس اس بارے میں کسی قسم کا مواد، اکابر کی تقاریر، جمعیۃ سے متعلقہ رپورٹیں قرار دادیں وغیرہ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں، استفادہ کے بعد واپس کر دیا جائے گا۔

قاری سعید الرحمٰن
جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ
راولپنڈی صدر

مفتی محمود کو ٹھکانے لگادو، امروٹی شاہ اور مولوی عبدالرزاق کو سندھ میں کرائمز گرفتار کرو!

میں وزیر ہوں، میرا نام ایف آئی آر میں کیسے آسکتا ہے۔؟

سندھ کے رسوائے زمانہ ڈاکو قادر بروہی اور مہل بروہی کی گرفتاری سے ممتاز بھٹو میرے دشمن ہو گئے!

سندھ کے ایک ایسے ایس۔ایچ۔او محمد نواز کی سرگذشت جس نے پیپلز پارٹی کا آلہ کار بن کر غلط اور سنگین اقدامات کرنے سے انکار کر دیا، لیکن اس جرم کی پاداش میں اس پر مختلف طریقوں سے زیادتیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ ایس۔ایچ۔او محمد نواز نے سندھ مارشل لاء حکام کو کئی صفحات پر مشتمل انگریزی میں درخواست بھیجی ہے، میں نے اس کا آسان اردو زبان میں خلاصہ آپکے سامنے پیش کر دیا ہے

الطاف حسین سرکولیشن منیجر

میں نے اپنی زندگی کی ابتدا پولیس سروس سے کی۔

۱۹۵۶ء میں سندھ پولیس میں ربو در کنسٹیبل بھرتی ہوا اور اور اپنی ملازمت کے دوران اپنے فرائض دیانتدارانہ طریقے سے سرانجام دیتا رہا ہوں۔ عوامی خدمت اور دیانتداری کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ ۱۹۷۴ء تک مختلف ترقی کی منازل طے کرتا ہوا اے ایس آئی کے عہدہ تک پہونچا اور میری تعیناتی تھانہ ٹھل ہوئی۔ ان ہی دنوں سندھ کے صوبائی وزیر مال ہزار خان بجرانی نے اپنے والد کی صوبائی اسمبلی کی سیٹ خالی کرائی اور اپنے لئے ضمنی انتخاب میں حصہ لینے کی راہ ہموار کرنی شروع کی تاکہ وزارت کو نام نہاد آئینی تحفظ مل سکے۔ بجرانی کے مقابلے میں سندھ کے مشہور عالم دین سجادہ نشین امروٹ شریف محمد شاہ امروٹی تھے۔ بجرانی ان کے مقابلے میں آنے کی وجہ سے گھبرا گیا اور ہر جائز و ناجائز طریقہ سے الیکشن جیتنے کی تیاری کرنے لگا۔ پولنگ سے صرف تین روز پہلے اس وزیر بے تدبیر نے امروٹی شاہ پر قاتلانہ حملہ کرایا اور پھر خود تھانہ ٹھل تو میرے پاس آیا کہ امروٹی شاہ اور ان کے ساتھیوں پر ایک پرچہ درج کرو کہ انہوں نے ہم پر حملہ کیا ہے اور اس طرح انہیں جیل بند کردیں تاکہ میں آسانی سے صوبائی سیٹ ہضم کرسکوں۔ میں نے کہا کہ پرچہ تو اُن پر نہیں ہوسکتا، حملہ آپ نے کروایا ہے اگر پرچہ درج کرنا بھی پڑا تو آپ دونوں پارٹیوں پر ہوگا اور ایف۔آئی۔آر میں آپ کا نام بھی آئے گا۔

بجرانی نے کہا:

"میں تو وزیر ہوں، میرا پرچہ میں کیسے نام آئے گا"

خیر میں نے بھی پرچہ درج کرنے سے انکار کر دیا اس نے مجھے نقصان دہ نتائج کی دھمکیاں دیں۔ میں نے بھی اپنے آپ کو اس کے لیے تیار کرلیا۔ الیکشن کے فوراً بعد میرا تبادلہ پولیس لائن کر دیا (لائن میں سزا کے طور پر بھیجا جاتا ہے) لائن میں میری ڈیوٹی رُسوائے زمانہ ڈاکوؤں، قاتلوں کی گرفتاری پر لگادی یہاں پر بھی میں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے فرائض کو سرانجام دیا۔ دراصل وزیر مال کا خیال تھا کہ یہ ان مقابلوں میں مارا جائے گا۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ان مقابلوں میں میرے کئی ساتھی مارے گئے۔ سندھ کے کئی انسانوں کے قاتل اشتہاری مجرموں، مثلاً خالو جھکرانی، مہوکر کجو، مورجمالی غلام رسول وغیرہ کا ہم نے مسلسل تعاقب کیا، بالآخر مورجمالی اور مہوکر کجو ہمارے ساتھ مقابلے میں مارے گئے۔ اس عظیم الشان کامیابی کے صلہ میں ۱۵ مئی ۱۹۷۴ء کو آئی جی سندھ نے میری فوری سب انسپکٹر پولیس (ایس۔آئی) کے عہدہ پر ترقی کر دی اور دو ہزار روپے نقد انعام اور سرٹیفکیٹ عطا فرمائے اور اس کارنامے کو سنہری حروف میں لکھا گیا

۱۹۷۶ء کے اوائل میں ڈی۔آئی۔جی سکھر ملک محمد نواز اور ایس پی سکھر حاجی محمد بشیر نے مجھے بلا کر دو انتہائی خطرناک ڈاکوؤں قادر بروہی اور مہل بروہی کا قلع قمع کرنے کا حکم دیا اور میری تعیناتی بھی بطور ایس۔ایچ۔او تھانہ گڑھی لیسین ہوئی۔ چارج لیتے ہی میں نے ان کا تعاقب شروع کر دیا، لیکن مجھے جلد ہی پتہ چلا کہ ان کی پشت پر مرکزی وزیر مسٹر ممتاز بھٹو کا ہاتھ ہے۔ میرے ڈی۔ایس۔پی مسٹر جہان شاہ نے بھی مجھے وارننگ دے دی کہ ان کا خیال دل سے نکال دو ورنہ نتائج کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔ دوسرے طرف پولیس کے حکام بالا اور وزیر اعلےٰ

سندھ حکومت واضح دو گروپوں میں بٹی رہی

سندھ غلام مصطفےٰ جتوئی ان کی گرفتاری پر زور دے رہے تھے۔ دراصل ممتاز بھٹو اور جتوئی دو گروپوں میں بٹے ہوئے تھے۔ چند دنوں کی کوشش سے میں نے ان دو ڈاکوؤں کو ان کے گروپ سمیت گرفتار کر لیا اس سلسلہ میں میرے دو سپاہیوں کی فوری ترقی ہوئی اور مجھے بھی نقد انعام دیا گیا، لیکن پیپلز پارٹی کا دوسرا گروپ ممتاز بھٹو وغیرہ مجھ سے بہت ناراض ہو گئے ڈی۔ ایس۔ پی ممتاز بھٹو کا آدمی تھا وہ تو میرا شدید مخالف ہو گیا۔

انہی دنوں امروٹ شریف میں ایک اہم واقعہ پیش آیا۔ محمد شاہ امروٹی کے فرزند سید منیر شاہ کو شہید کر دیا گیا۔ اس کے پس پردہ بھی پیپلز پارٹی اور ڈی ایس پی سکھر جہان شاہ کا ہاتھ تھا۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم الحرام ۱۹۷۶ء کا ہے۔

اس واقعہ کے چند روز بعد ۵ مئی ۱۹۷۶ء کو ڈی ایس۔ پی جہان شاہ نے مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور کہا کہ ہائی کمان کی ہدایات ہیں کہ مولانا محمد شاہ امروٹی اور مولوی عبدالرزاق کو سندھ کرائمز ایکٹ کے تحت گرفتار کرو اور جیل میں بند کر دو۔ میں نے کہا کہ ایک طرف تو ان کا جوان سال لڑکا شہید ہو گیا اور دوسری طرف آپ ان کی گرفتاری کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ کیا یہ زیادتی نہیں اور کرائمز ایکٹ تو غنڈوں اور چوروں کے خلاف ہے اور یہ لوگ سیاسی ہیں۔ یہ غلط کام میں نہیں کر سکتا۔ اس پر جہان شاہ ناراض ہو گیا اور میرے خلاف ہائی کمان کے کان بھر دیئے۔ اس طرح میرے خلاف مواد کا پلندہ اکٹھا ہوتا گیا۔

ان تمام واقعات کے دوران جو اہم واقعہ پیش آیا اس سے ایک طرف میں لرز گیا اور دوسری طرف پیپلز پارٹی کی ہائی کمان کو یقین ہو گیا کہ یہ ہمارے تمام منصوبوں پر پانی پھیر رہا ہے۔ ۱۲ مئی ۱۹۷۶ء کو حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ، سید منیر شہید کی تعزیت کے لیے امروٹ شریف آ رہے تھے۔ جہان شاہ نے مجھے فون پر کہا کہ مفتی محمود کو راستہ میں ٹھکانے لگا دیا جائے۔ (یعنی ختم کر دیا جائے) اس نے زور دے کر کہا کہ یہ ہائی کمان کا حکم ہے۔

امروٹ شریف میرے تھانہ گڑھی لیسین سے صرف ۶ میل کے فاصلہ پر ہے اور سکھر سے امروٹ شریف جاتے ہوئے گڑھی لیسین سے ہو کر گذرنا پڑتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ مفتی صاحب کیا شان قلندرانہ سے صرف ایک ڈرائیور کے ساتھ اپنی کار میں تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے ان کی حفاظت کی اور وہ بخیریت امروٹ شریف فاتحہ پڑھ کر واپس چلے گئے۔ مجھے عجیب قسم کا سکون نصیب ہوا۔ اس کے بعد تو میرے خلاف ایک طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا گیا اور میں بھی سمجھ گیا کہ اب خیر نہیں۔ میں نے احتیاطاً ۱۰ ستمبر ۱۹۷۶ء کو اپنے ایس پی، حاجی بشیر احمد اور ڈی۔ آئی جی سکھر ملک محمد نواز کو آگاہ کر دیا کہ سیاسی وجوہ کی بنیاد پر جہان شاہ میرے خلاف ہو گیا اور اب اس سے مجھے مخاصمانہ نقصان کا خطرہ ہے۔ انہوں نے مجھے تسلی دی لیکن حکام بالا کے سامنے وہ بھی بے بس تھے۔ میں نے کہا کہ آپ میرا ڈویژن بدل دیں تاکہ ڈی ایس پی جہان شاہ سے چھٹکارا پا سکوں۔ خیر میری استدعا مان لی گئی اور میرا تبادلہ پنو عاقل کر دیا گیا، ایس۔ پی اور ڈی آئی جی بھی اعلےٰ حکام کو کھٹکتے تھے، لہٰذا وہ بھی دوسری جگہ تبدیل کر دیئے گئے۔ نئے ایس پی الٰہی بخش فاروقی کا جھکاؤ ممتاز بھٹو گروپ کی طرف تھا۔ اس وجہ سے جہان شاہ نے اس سے ساز باز کر کے مجھے پھر اپنے ڈویژن بلا لیا۔ تاکہ مجھے فرائض کی بجا آوری کا مزا چکھایا جا سکے۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو میں نے ایس پی سکھر الٰہی بخش فاروقی سے التماس کی کہ جہان شاہ مجھ سے ذاتی عداوت رکھتا ہے اس لیے مجھے دوسرے ڈویژن میں تبدیل کر دیا جائے، لیکن حضرات تو آپس میں ملے ہوئے تھے۔ میری درخواست ردی کی ٹوکری میں ڈال دی گئی۔ اب میں پنو عاقل کے تھانہ اسٹور گنج پر اس وقت کا انتظار کر رہا تھا کہ جب میرے خلاف کوئی سنگین الزام لگا کر میری سروس سے خلاصی کرا دی جائے۔ میرے خلاف پلاننگ شروع کر دی گئی۔ بالآخر جہان شاہ ایسے بہانے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ڈی ایس پی جہان شاہ نے مجھے دو ایسے اشتہاری مجرموں کی گرفتاری کا حکم دیا جن کا تعلق میرے تھانہ کی حدود میں بھی نہیں تھا۔ لیکن میں نے پھر بھی مقدور بھر کوشش کی، لیکن اسے تو موقع چاہیئے تھا۔ ان دو احکامات ۲۵۔ اکتوبر، ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۶ء کے بجا آوری میں جان بوجھ کر تساہل برتنے کا الزام لگایا اور یہ رپورٹ حکام بالا کو دی گئی اور ساتھ ہی یہ بھی الزام لگایا کہ اس کی ہمدردیاں اپوزیشن کے ساتھ ہیں۔ ۸ نومبر ۱۹۷۶ء کو ایس پی فاروقی نے مجھے اطلاع دی کہ آپ کے خلاف ڈی ایس پی نے رپورٹیں دی ہیں۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ وہ میرے خلاف ہے اس لیے اس نے ایسا کیا ہے۔ مجھے رخصت پر بھیج دیا جائے اس نے کہا کہ انکوائری پہلے اور چھٹی بعد میں۔ یہ لوگ مجھے انجام کار تک پہونچانے پر تلے ہوئے تھے۔

۱۵ نومبر ۱۹۷۶ء کو جہان شاہ نے مجھے کہا کہ آپ کے بھائی اور چچا محمد شاہ امروٹی کے ساتھ مل کر پیپلز پارٹی کے خلاف کرتے ہیں انہیں سمجھائیں یہ اس کا ایک نیا حربہ تھا تاکہ حکام کو تسلی کرا سکیں کہ میرا سارا خاندان پیپلز پارٹی کے خلاف ہے۔

۲۰ نومبر ۱۹۷۶ء کو ڈی ایس پی جہان شاہ نے

بقیہ ص

یہ دشمن ذوالفقار علی بھٹو کو ختم کرنا چاہتا ہے!

مکتوب مدینہ منورہ

سپاس نامہ

بہ خدمت گرامی مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ

مفکر اسلام قاید محترم مولانا مفتی محمود صاحب زید مجدہم جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پاکستان وصدر پاکستان قومی اتحاد، سعودی عرب، مصر اور برطانیہ کے دورہ پر پچھلے دنوں تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ کے مقدس شہر میں ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۷۷ء بعد نماز عشاء مسجد خلیل میں مقیم پاکستانیوں نے آپ کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی جس میں آپ کی خدمات دینی وملی کو بصورت سپاس نامہ سراہا گیا اور آپکی صحت وعافیت کے لیے دعا کی گئی ——— اس سپاس نامے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بیرون ملک پاکستانی ملک کے معاملے میں کتنے حساس ہیں، سپاس نامہ کے بعد آپ نے مختصر خطاب میں احباب کا شکریہ ادا کیا اور تحریک کے معاملے میں بعض تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے یقین دلایا کہ انشاء اللہ وطن عزیز پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرائے بغیر ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

یہ سپاسنامہ حضرت مولانا قاری عبدالحنان سابق مدرس مدرسہ عربیہ خیر المدارس ملتان نے پیش کیا۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد!

جناب محترم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ صدر پاکستان قومی اتحاد حفظکم اللہ۔

شرف زیارت مدینہ منورہ کے مشرف ہونے پر میں اور تمام پاکستانی ساکنان مدینہ منورہ تہ دل سے آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

حضرت محترم! پاکستان جس دور ابتلا سے گذرا اور جو جو قیامتیں وہاں گذر گئیں، ان سے ہر شخص آگاہ ہے اور اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ تاریخ اسلامی میں مسلمانوں پر اتنا بدترین دور کبھی نہیں آیا، جو سن ستّر سے شروع ہوا کہ مسلمان کہلانے والوں نے اپنے ہی ہم وطن اور ہم مذہب لوگوں کے خون سے اس طرح ہولی کھیلی ہو اور اگر یہ کہوں کہ تاریخ انسانیت میں بھٹو جیسا بدنہاد و دون فطرت وجاہ پرست شخص نہیں ملتا، تو یہ بے جا نہ ہوگا کہ جس نے صرف اپنی کرسئ اقتدار کی خاطر، چودہ کروڑ مسلمانوں کو داؤ پر لگا کر ملک ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایسے ایسے شرمناک کھیل کھیلے کہ شیطان بھی شرما گیا اور بدنہادی و دون فطرتی کی انتہا ہے کہ ان سب غلاظتوں اور بدکرداریوں کو اپنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کارنامہ قرار دیتا تھا۔ اور ابھی تک اس پہ مُصِر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اسکی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اسکا
(ظفر علی خان)

چنانچہ کل تک جو "انا ولا غیری" کا دعوے دار تھا۔ آج ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں کوئی اس کا پرساں نہیں اور جو کل تک تماشبین تھا۔ آج خود تماشہ بنا ہوا ہے۔

حضرت محترم! اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں حق کی شمع آپ نے روشن کی اور ہر قسم کے ابتلاء سے گذرتے ہوئے آپ نے اور آپکے رفقاء کار اور پاکستانی عوام نے جس طرح باطل کو للکارا اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جس مردانہ وار ثابت قدمی سے مقابلہ کیا اس سے قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی کہ مسلمانوں کا مقصد حیات صرف رضاء خداوندی ہے اور اس کے لیے مسلمان خواہ کسی زمانے میں ہو اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ اور مخالف خواہ کتنی بڑی طاقت ہو اسے پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں دیتا کہ

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی!
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اور پھر قانون فطرت ہے کہ فتح ونصرت ہمیشہ ان لوگوں کے قدم چومتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فتح ونصرت عطا فرمائی ہے میں تہ دل سے اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

چنانچہ آپ حضرات اور مسلمانان پاکستان کی قربانیاں رنگ لائیں اور ایک مرحلہ پہ جو نہایت اہم تھا آپ کو کامیابی نصیب ہوئی کہ اس ظالم اور اس کے ٹولے سے ملک کو نجات ملی اور ہر ایک نے سکھ کا سانس لیا۔ اور تائید غیبی ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور پاکستان جس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا ہے وہ مقصد پورا ہو اور پاکستان صحیح معنوں میں اسلامیہ جمہوریہ بنے۔

جناب محترم! اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو مسلمانان پاکستان کو ابھی سنگین ترین مسائل درپیش ہیں اور جس اتحاد واتفاق کا پہلے مظاہرہ ہوا، اس سے کہیں زیادہ اتحاد واتفاق کی ضرورت ہے۔ اسلام دشمن عناصر اپنی پوری قوت اور ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے کہ نظام مصطفےٰ اور حکمرانی شریعۃ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو۔ چنانچہ اس کے بعض اثرات کھل کر ظاہر بھی ہوتے شروع ہوگئے ہیں، جیسا کہ بعض کوتاہ بینوں کی حرکات اور علیحدگی لیکن

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

آپ کی ذات پر ہمیں مکمل اعتماد ہے کہ آپ اس سے پہلے اپنی صلاحیتوں کو جس طرح بروئے کار لائے اسی طرح آیندہ بھی آپ اور آپ کے مخلص رُفقاء کار اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ اور جس خلوص و ثابت قدمی سے ایک ظالم جابر، سفاک کا مقابلہ کیا ہے اسی طرح ان تمام منافقوں اور گندم نما جو فروشوں سے بھی پوری طرح نبرد آزما ہونگے اور آیندہ جب آپ کو مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہو تو پاکستان میں نظامِ اسلامی وحکمرانیٔ شریعت کا دور دورہ ہوگا۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ملی آخر میلی

آخر ایک مرتبہ پھر اپنی اور سب رُفقاء مجلس کی طرف سے آپ کی خدمت میں

مبارک باد

پیش کرتا ہوں اور اپنے مکمل تعاون واعتماد کا یقین دلاتا ہوں۔ والسلام

بقیہ۔ پیپلز پارٹی کی سیاہ کاریاں

مجھے حکم دیا کہ یا اپنے بھائی اور چچا کو گرفتار کرکے ہمارے سامنے پیش کردو یا پھر تھانے کا چارج فوراً چھوڑ دو۔ دراصل اس کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح میرے خلاف حکم عدولی کا ایک اور مقدمہ بنا دیا جائے۔ لیکن اب میں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھ رہا تھا۔ میں ۲۲ نومبر ۱۹۷۶ء کو اپنے بھائی اور چچا کو ایس پی شہر فاروقی صاحب کے سامنے پیش کردیا۔ انہوں نے ان دونوں کو گرفتار کرکے تھانہ اے سیکشن سکھر میں بند کروا دیا۔

جب میں دوسرے دن اڑھائی بجے تھانہ پہونچا تو اپنے بھائی اور چچا کو انتہائی تنگ وتاریک کوٹھڑی میں محبوس پایا، لیکن کچھ بھی نہ کر سکا تھا۔ ان کی حالت دیدنی تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کا ارادہ ہے کہ ہمیں ختم کردیا جائے۔ اور انہوں نے استدعا کی کہ آپ رات بھر ہمارے پاس ہی رہیں۔ خیر انہیں ہلاک کرنے کا منصوبہ کامیاب نہ ہوسکا۔

دوسرے دن پولیس سکھر نے میرے بھائی اور چچا کے خلاف کئی جھوٹے مقدمات بنائے۔ کئی بار ضمانت ہوئی کئی بار گرفتاری۔ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ میں نے ۲۴ نومبر ۱۹۷۶ء کو تھانہ کا چارج چھوڑ دیا۔

۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء کو ایس پی فاروقی کی طرف سے لیٹر موصول ہوا کہ آپ کو ۲۵ اکتوبر کو پولیس حکّام بالا کے حکم کی خلاف ورزی پر سروس سے برخاست کیا جاتا ہے۔ یہ قدم میرے لیے غیر متوقعہ نہیں تھا۔ لیکن دوستوں کے کہنے پر اسی سال ۲۴ جنوری کو ڈی آئی جی سے انصاف کی اپیل کی، لیکن اندھیر نگری چوپٹ راج۔ کون سنتا تھا۔ الٹا میرے خلاف مقدمات کھڑے کر دیئے گئے۔ جن میں ڈی۔ پی۔ آر سر فہرست تھا۔ میں نے سندھ وزیر اعلیٰ تک رسائی حاصل کی اور اپنی خدمات گنوائیں، لیکن وہاں تو اور ہی انکشاف ہوا۔ میری رپورٹ میں یہ بھی درج تھا کہ یہ شخص بھٹو کو ختم کرنا چاہتا ہے پھر تو اپنی جان بچاتا پھرا۔ آخر کار ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو اس ظلم وستم کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور میں نے مارشل لا حکام کو اپنی تمام سرگذشت سے آگاہ کیا اور انصاف کی بھیک مانگی۔ لیکن اب تک

تحریر عبد الستار ستاری
ڈیرہ اسماعیل خان

امامِ انقلاب

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صرف ہندوستان کے ہی نہیں بلکہ دنیائے عالم کے ممتاز ترین علماء میں سے ہیں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے وقت کے امام تھے، آپ غزالیؒ، رازیؒ اور ابن رشدؒ کی صف کے آدمی تھے، شاہ صاحبؒ کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے فتویٰ عالمگیری کی تیاری میں شرکت کی تھی،

شاہ عبدالرحیم صاحبؒ میر زاہد جیسے شاگردوں کے اُستاد تھے اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے فرزند خواجہ خوردؒ کے فیض یافتہ اور شیخ آدم بنوریؒ کے مرید تھے،

شاہ ولی اللہؒ ہندوستان کے پہلے اور دنیا کے دوسرے یا تیسرے مسلمان ہیں، جنہیں قرآن مجید کے فارسی ترجمہ کا خیال آیا، شاہ صاحبؒ کے منجھلے بیٹے مولنا شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے قرآن مجید کا اُردو ترجمہ کیا، (لفظی ترجمہ تحت اللفظ) شاہ صاحب کے دوسرے بیٹے مولنا شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے قرآن مجید کا بامحاورہ اُردو ترجمہ کیا جو اس وقت رائج تھا۔

عجیب وغریب خاندان تھا، باپ بھی عالم، دادا بھی عالم خود بھی عالم بیٹے اور پوتے بھی عالم اور سب غیر معمولی عالم تھے،

مولنا شاہ عبدالعزیز صاحب شاہ صاحب کے بڑے بیٹے تھے، انہوں نے درس وتدریس کی طرف زیادہ توجہ دی اگر تصنیف وتالیف کی طرف توجہ کرتے تو خدا معلوم کیا ہوتے، شاہ عبدالعزیز صاحب کی ذہانت اور قابلیت کا کچھ ٹھکانہ نہ تھا، انہوں نے انتیسویں سیپاروں کی تفسیر لکھی ہے جو تفسیر عزیزی کے نام سے مشہور ہے شاہ ولی اللہؒ کے چوتھے بیٹے شاہ عبدالغنیؒ صاحب تھے، یہ بڑے بھائیوں کے برابر مشہور نہیں ہیں،

شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے فرزند مولنا شاہ اسماعیل شہیدؒ نے باپ کی شہرت کی کمی کو پورا کر دیا، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے باپ کی کمی کو پورا کر دیا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ شاہ ولی اللہؒ کے پوتے تھے جنہوں نے خاندان کو چار چاند لگا دیئے۔

شاہ ولی اللہؒ کے والد ماجد کا وطن پھلت ضلع مظفر نگر تھا، شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ولادت دہلی میں ہوئی، شاہ ولی اللہ صاحبؒ سات برس کے تھے، کہ قرآن مجید ختم کر لیا ۱۳ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور دوسروں کو پڑھانے لگے، شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے دو دفعہ حج کیا۔ سفر حج کے دوران میں شیخ ابو طاہر محدثؒ سے حدیث کی سند لی شیخ ابو طاہر کہا کرتے تھے کہ ولی اللہ نے مجھ سے الفاظ کی سند لی ہے، میں ان سے معانی کی سند لیتا ہوں،

نواب صدیق حسن کی رائے ہے "اگر وجود اُو در صدر اوّل درد و در زمانہ ماضی بود امام الائمہ تاج المجتہدین شمردہ مے شد۔"

مولنا شبلی نعمانی لکھتے ہیں، ابن تیمیہ اور ابن رُشد کے بعد بلکہ خود ان ہی کے زمانے میں مسلمانوں میں جو عقلی تنزل ہوا تھا، اس کے لحاظ سے یہ اُمید نہ تھی، کہ پھر کوئی صاحب دل ودماغ پیدا ہوگا۔ لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھانا تھا، کہ اخیر زمانے میں جب کہ اسلام نفس بازپسین تھا، شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا کر دیا جن کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی اور ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔

اورنگ زیب کے بوڑھے اور کمزور جانشین کی پانچ سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا تو شاہ ولی اللہؒ صاحب اس وقت نو برس کے تھے، اورنگ زیب کی خوبیوں اور اس کے عہدِ حکومت کا حال شاہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار سے سُنا اور اورنگ زیب کے بعد بادشاہوں کو آنکھوں سے دیکھا۔

جہانگیر اور شاہجہان کے پرسکون دور نے مسلمانوں پر مدہوشی طاری کر دی تھی، اورنگ زیب نے انہیں جھنجھوڑا اورنگ زیب کے بعد مسلمان یا تو عیش کرتے تھے، یا آپس میں لڑتے تھے، یا بادشاہ کو تگنی کا ناچ نچاتے تھے،

سید حسین اور سید عبداللہ دو بھائیوں نے بادشاہ گری کی بنیا د رکھی۔ وہ مر گئے تو مرہٹوں نے بادشاہ گری کی پھر انگریزوں نے جسے چاہا بادشاہ بنایا۔ پھر باہر کے دو بہادر مسلمانوں نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی اورنگزیب کے جانشینوں پر حملہ آور ہوئے، لیکن ہندوستان کی حکومت سنبھالنے کی بجائے لوٹ مار مچا کر چل دیئے۔

مسلمانوں کی بغاوتیں، راجپوتوں کا خروج، سکھوں کا ابھار مرہٹوں کی سازشیں اور فرنگیوں کی چالیں، سب شاہ ولی اللہؒ صاحب کی نظروں سے گزریں، شاہ صاحبؒ نے محسوس کیا کہ مغلوں کی سلطنت ڈوب رہی ہے، اور سلطنت کے ساتھ مسلمانوں کا دین خطرے میں ہے، اورنگ زیب کے جانشین سلطنت کو نہیں سنبھال سکے مگر شاہ ولی اللہؒ صاحب نے عام مسلمانوں کے اندر اسلامی سلطنت قائم کرنے کا جذبہ پیدا کیا اور مسلمانوں کو قرآن وحدیث کی طرف

ازسرنو متوجہ کیا۔

عربی زبان سے بے بہرہ ہوجانے کے سبب عام مسلمانوں قرآن مجید کو ریشمی کپڑوں میں لپیٹنے والی کتاب تصور کرچکے تھے، علماء آج کل کے ججوں کی طرح صرف محض لاء جانتے تھے، علماء نے صرف فقہ کو پکڑ رکھا تھا، روحانی اور اخلاقی قوت بعض مشائخ تک ہی محدود تھی، بڑے بڑے علماء کو قرآن و حدیث سے براہ راست کوئی تعلق نہیں رہا تھا، وہ فقہ کی کتابیں پڑھ لینا ہی کافی سمجھتے تھے"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے قرآن پاک کا فارسی میں ترجمہ کرکے بتایا کہ ہدایت کی اصلی کتاب یہ ہے، حدیث کی طرف ہندوستانی مسلمانوں کو متوجہ کرنے والے پہلے بزرگ حضرت شیخ عبدالحق محدثؒ تھے اور دوسرے شاہ ولی اللہؒ صاحب، شاہ ولی اللہؒ صاحب کی تصانیف نے مسلمانوں میں حرکت رونما کردی۔ شاہ صاحبؒ کی نظر اسلام کے نظری اور عملی دونوں پہلوؤں پر تھی، شاہ صاحبؒ دنیا کو دین سے خارج نہیں مانتے تھے، جو بیج شاہ صاحب نے بویا تھا وہ ان کے پوتے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کی تعلیمات سے متاثر مولٰنا سید احمدؒ بریلوی کے ہاتھوں پھل لایا۔

مدرسہ دیوبند کے بانی مولٰنا محمدؒ قاسم نانوتویؒ تھے جو کہ مولٰنا مملوک علی صاحبؒ کے شاگرد تھے اور مولٰنا مملوک علی صاحبؒ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خاندان کے خوشہ چین تھے،

دیوبند کا ہر تعلیم یافتہ انگریز کی غلامی سے بیزار تھا۔ دیوبندی علماء انقلابی قوتوں سے تعاون کرکے انگریزوں کو رخصت کرنا چاہتے تھے۔

پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوتا، اگر حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے افکار دینی جدوجہد نہ کرتے شاہ صاحب سے مسلمان علماء کے اختلاف کے خلاف تھے شاہ صاحبؒ نے تمام مختلف فیہ مسائل کا حل نکال لیا تھا، شاہ صاحبؒ نے اپنی ذات میں ملا اور صوفی کو سمو دیا تھا، چھوٹی چھوٹی باتوں میں پڑ کر مقصد سے دور ہو جانے کا نتیجہ شاہ صاحبؒ جانتے تھے مسلمانوں کی ایک سلطنت کے بدلے کئی سلطنتیں۔ مسلمانوں کے ایک مسلک کے بدلے کئی مسلک ایک دین کی بجائے بے شمار دین۔ سلطنتوں کے ایک دوسرے سے عدم اشتراک خیالات اور عقائد کی دھڑے بندیاں، اللہ کی حکومت کی بجائے اپنی حکومت اللہ کی تعلیمات کی بجائے اپنی تعلیمات، یہی مسلمانوں کے زوال کے اسباب تھے،

شاہ ولی اللہؒ صاحب نے ان اسباب کو مٹا کر اور مسلمانوں کا انتشار ختم کرکے اللہ کی حکومت ازسرنو قائم کرنے کے خواہاں تھے، شاہ ولی اللہؒ صاحب کے دادا شیخ وجیہہ الدینؒ عالم بھی تھے اور سپاہی بھی، ان کی تلوار ان کے قلم پر غالب رہی، شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے والد صاحب شاہ صاحب کو ان کے دادا کی شجاعت کے واقعات سناتے تھے۔

شاہ ولی اللہؒ رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر عرصے اور عمر میں علمی تصنیفات کا انبار لگا دیا۔ تفسیر، حدیث فقہ، تصوف جملہ مضامین پر شاہؒ صاحب کی کتابیں موجود ہیں، شاہ صاحبؒ قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں کے شان نزول کو نظرانداز نہیں کرتے تھے، بلکہ آیتوں اور سورتوں کو شان نزول کے ساتھ محدود کر دینا غلط قرار دیتے تھے، شاہ صاحبؒ جب کلام اللہ کے مفہوم کی وسعت پر ایمان رکھتے تھے، اور ہر زمانے میں اس سے بالکل اسی طرح کام لیتے اور فائدہ اٹھانے کے قائل تھے، جس طرح عین نزول کے وقت اس سے کام لیا گیا اور فائدہ اٹھایا گیا۔ قصوں اور اسرائیلی روایتوں میں الجھ کر قرآن مجید کا حقیقی مفہوم کھو دینے کے شاہ صاحبؒ سخت مخالف تھے،

انبیائے سابقین کی وہ باتیں جن کا ذکر احادیث صحیح میں نہیں ہے شاہ صاحبؒ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، شاہ صاحب قرآن کو قرآن کا مقام دیتے تھے، حدیث کو حدیث کا مقام، فقہ پڑھ کر انسان قاضی اور مفتی بن سکتا ہے، لیکن روحانی اور اخلاقی اصلاح قرآن مجید اور اسوۂ رسول کی پوری پیروی ہی سے حاصل ہوتی ہے،

شاہ صاحبؒ مجتہدانہ شان رکھتے تھے لیکن شاہ صاحبؒ ہر کس و ناکس سے نہیں کہتے کہ اجتہاد کرنا شروع کردے، اجتہاد کے لیے شاہ صاحب نے شرطیں بتائی تھی، ہر عالم بھی اجتہاد نہیں کرسکتا عوام کو تقلید کے سوا چارہ کیا ہے؟ شاہ صاحبؒ صوفی تھے، مگر کسی ایک سلسلہ کے پابند نہ تھے،

شاہ صاحبؒ نے فتنہ و فساد کا زمانہ پایا تھا۔ ہوش سنبھالنے کے وقت سے انتقال کے وقت تک شاہ صاحبؒ کو ایسے زمانہ سے سابقہ رہا کہ اُسے جتنا برا کہا جاتا کم تھا، لیکن شاہ صاحبؒ زمانہ کی شکائتیں نہیں کرتے تھے، شاہ صاحبؒ نے زمانہ کی برائی کرنے کے خلاف دو حدیثیں نقل فرمائیں ایک حدیث ہے، کہ میری اُمت مثل بارش کے ہے، مجھے معلوم نہیں کہ بارش شروع کی اچھی ہو گی یا آخر کی" دوسری حدیث میں ہے جو میرے زمانے کے لوگ میرے صحابی ہیں اور میرے بھائی وہ ہیں، جو میرے بعد آئیں گے۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ زمانے کے رنگ میں رنگے نہیں گئے۔ شاہ صاحبؒ نے زمانے میں انقلاب برپا کیا، اور زمانے کو بدل ڈالا۔ کچھ شاہ صاحبؒ کے اپنے ہاتھوں سے اصلاح ہوئی، کچھ شاہ صاحبؒ کے بیٹوں اور پوتوں کے ہاتھوں سے اور کچھ شاہ صاحبؒ کے شاگردوں اور نقش قدم پہ چلنے والوں کے ہاتھوں سے شاہ صاحبؒ اور آپ کے پیروؤں نے مسلمانان ہند کے دینی و ملی زوال کا زور توڑ دیا اور زوال پذیر مسلمانان ہند کا رُخ عروج کی جانب پھیر دیا۔

شاہ صاحبؒ دہلی کے دلّی دروازے کے قریب صدیوں کی قبرستان کی مسجد میں مدفون ہیں، شاہ صاحبؒ کے خاندان شاہ صاحبؒ کے والد کے مزارات ایک کٹہرے میں ہیں۔

طلباء کی ڈائری

رپورٹنگ - ظہیر میر

تعلیمی کمیشن میں دینی علوم کے ماہرین کو مؤثر نمایندگی دی جائے

محمد فاروق قریشی

گذشتہ روز جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی جناب محمد فاروق قریشی نے کراچی میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جماعتی پالیسیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے جماعتی امور پر بات چیت کرتے ہوئے اخباری نمایندوں سے کہا کہ: جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان جو کہ پاکستان کے تمام علاقوں میں موجود ہے اور دینی وفنی (جدید) علوم حاصل کرنے والے طلباء کی نمائندہ تنظیم ہے اور پاکستان طلبہ اتحاد جو ملک کی طلباء تنظیموں پر مشتمل ہے اس کی موجودگی میں کسی ایک ایسی تنظیم کو جو مخصوص علاقوں میں مشہور ہے پاکستان کے تمام طلباء کی نمایندہ تنظیم سمجھنا کسی بھی لحاظ سے بہتر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ حج وفد میں خواہ اس کے تمام اراکین کو بھیج دیا جائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ نے حکومت سے سخت احتجاج کیا ہے کہ ایسا کر کے حکومت پاکستان نے دیگر تمام طلباء کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ آپ نے جنرل صاحب کو محاسبہ کا عمل جاری رکھنے پر مبارک باد دی، لیکن آپ نے اس کے ساتھ افسوس کا اظہار بھی کیا کہ آج تک حضرت مولانا شمس الدین شہیدؒ اور سید منیر شہید کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا۔ آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قاتلوں کو جلد گرفتار کر کے جلد کیفر کردار تک پہونچایا جائے۔ آپ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وادی چیلاس کا تازہ ترین واقعہ ہے کہ ہماری جمعیتہ کراچی کے قائمقام صدر کے چچا کو کافی دن ہوئے قتل کر دیا گیا مجرموں کو سزا نہ ملی تو گذشتہ ہفتے انہوں نے مقتول کے بڑے لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ یہ تمام تر صورت حال مارشل لاء حکومت کو بدنام کرنے کے مترادف ہے آپ نے حکومت سے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہونچانے کا مطالبہ کیا۔

مرکزی ناظم عمومی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے طلباء تنظیموں کی سرگرمیوں پر پابندی کے خلاف بھی احتجاج کیا۔ آپ نے پریس کانفرنس کے ذریعہ مارشل لاء، مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے مطالبہ کیا کہ تعلیمی کمیشن میں دینی علوم سے ماہر علماء کو مؤثر نمایندگی دی جائے۔ آخر میں آپ نے ان سیاسی شعبدہ بازوں کو بھی متنبہ کیا جو قوم سے محض نظام مصطفےٰ کے نام پر قربانیاں دلاتے رہے اور منزل قریب دیکھ کر "ملّائیت اور ملّا ازم" کے فرسودہ نعروں سے اسلام کے نظام سے قوم کو متنفر کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ گذشتہ نظام شریعت کی تحریک میں علماء کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ اگر علماء اس قافلے میں شریک نہ ہوتے تو تحریک کا یہ انداز کبھی نہ ہوتا۔ لہٰذا ہم ان سیاسی مسافروں پر واضح کرتے ہیں کہ علماء ان کے دام ہمرنگ زمین میں کبھی نہیں آئیں گے۔ اور اگر کوئی خوش فہمی ہے تو جلد ختم ہو جائے گی۔

منڈی صادق گنج (بہاولنگر)

گذشتہ روز جمعیتہ طلباء اسلام منڈی صادق گنج کے کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت ضلعی صدر جناب ملک خلیل احمد اعوان منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیتہ طلباء اسلام بہاولنگر کے ناظم جناب شفیق احمد شیخ صاحب نے بھی شرکت کی۔ بعد میں مقامی شاخ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اور اتفاق رائے سے درج ذیل حضرات عہدیداران منتخب ہوئے:

سرپرست:	جناب	سلیم شاکر صاحب
صدر:	〃	عبدالرشید مسعود 〃
نائب صدر:	〃	محمد ارشد 〃
ناظم عمومی:	〃	عبدالکریم 〃
ناظم:	〃	لیاقت علی 〃
ناظم نشریات:	〃	حافظ محمد سرور 〃
ناظم مالیات:	〃	غلام مصطفےٰ 〃

انتخاب کے اختتام پر ضلعی صدر صاحب نے کارکنوں سے مفصل خطاب کرتے ہوئے جماعتی اغراض ومقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اجلاس سے بہاولنگر کے ناظم جناب شفیق احمد شیخ نے بھی خطاب کیا۔

بھوئی گاڑھ

گذشتہ روز دفتر جمعیتہ طلباءٔ اسلام بھوئی گاڑ میں کارکنان کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جمعیتہ طلباء اسلام بھوئی گاڑھ کے صدر جناب حسین احمد قریشی نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے انہیں حضرت شاہ ولی اللہ کے طرز فکر کو اپنانے کی تلقین کی۔ اس کے علاوہ آپ نے جماعتی اغراض ومقاصد کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے طلبہ کو پہلے سے زیادہ جوش وخروش سے کام کرنے کی تلقین کی۔

کمالیہ

گذشتہ روز جمعیتہ طلباء اسلام کمالیہ کا اجلاس رائے عتیق اللہ خان کی صدارت میں ہوا جس میں [illegible] کالج کے طالب علم سخاوت علی شاہ [illegible] شفیق [illegible] ریاض شاہ [illegible] حفیظ شاہ [illegible]

فقیروالی ضلع بہاول نگر

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام فقیروالی کے کارکنوں کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب ملک خلیل احمد اعوان ضلعی صدر منعقد ہوا۔ اور درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا

صدر: مولوی اشفاق احمد
ناظم: محمد احمد نعیم
ناظم مالیات: فضل کریم ندیم
ناظم عمومی: راشد احمد عزیز
ناظم نشریات: مولوی عبدالشکور
ناظم دفتر: نجیب الرحمٰن

ضلع جیکب آباد کا عظیم الشان کنونشن

۱۶ دسمبر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع جیکب آباد کا ایک روزہ عظیم الشان کنونشن بمقام کندھ کوٹ میں منعقد ہوا۔ کنونشن میں دینی مدارس اور سکول کالج کے طلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی، اجلاس کی مختلف نشستوں سے علماء کرام و وکلاء، پروفیسرز وغیرہ نے نہایت سہل اور منفرد انداز میں طلبہ سے خطاب کیا۔ تمام پروگراموں کو طلباء نے نہایت توجہ اور انہماک سے سنا۔ اجلاس میں ضلع کی مختلف شاخوں کی رپورٹیں بھی پیش کی گئیں۔ کنونشن میں جن حضرات نے خطاب کیا اُن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں، جناب مولانا عمر الدین صاحب میر علینواز خان کھوسہ صاحب، سید احمد شاہ صاحب جناب نور احمد سندھی، جناب امیر حمزہ آزاد جناب غلام حیدر بروہی، مولانا شاہنواز۔

کنونشن میں کالج اور سکول کے طلباء نے جمعیۃ کے پروگرام سے متاثر ہو کر جمعیۃ طلباء اسلام میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا، ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

جناب عبدالنبی جکھرانی گورنمنٹ ڈگری کالج جیکب آباد
جناب صوبیدار جکھرانی " "
جناب محمد صدیق نوناری " "
جناب ناہید حسین گورنمنٹ ہائی اسکول جیکب آباد
جناب عبدالرزاق صاحب " "
جناب عبدالحق صاحب " "

تحصیل کندھ کوٹ سے جناب علی اکبر ملسی نے اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا۔ اس کنونشن میں ضلع جیکب آباد کی تنظیم کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔ اور درج ذیل حضرات عہدیداران منتخب کیا۔

صدر: جناب رحمت علی خان جکھرانی صاحب
نائب صدر: جناب عبیداللہ صاحب کھوسہ
ناظم عمومی: جناب عبدالحق نوناری صاحب
ناظم: جناب شاہ محمد شاہ صاحب
ناظم نشریات: جناب حفیظ اللہ صاحب بلوچ
ناظم مالیات: جناب میر محمد صاحب اوگاہی

اس اجلاس سے الحاج رشید احمد صاحب نے بھی مختصر خطاب فرمایا اور طلباء کو ذمہ داری سنبھالنے پر مبارک باد دی۔

اجلاس کی ایک اہم اور خصوصی بات یہ ہے کہ اجلاس کے دوران جمعیۃ کا ایک آٹھ سالہ ننھا مجاہد سٹیج پر آیا۔ اُس نے اپنی تعارفی تقریر میں جمعیۃ طلباء اسلام کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار یوں کیا کہ تمام سامعین جذبات سے مغلوب ہو گئے، غالباً ایسے ہی موقعوں پر کہا جاتا ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات اور الحمدللہ جمعیۃ طلباء اسلام کو اپنے ان ننھے منھے مجاہدوں پر ناز ہے۔

گوجرانوالہ مدرسہ نصرۃ العلوم

گذشتہ جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ حلقہ مدرسہ نصرۃ العلوم کے کارکنوں کا ہفتہ وار اجلاس زیر صدارت جناب عبدالغفور بٹ صاحب ہزاروی منعقد ہوا۔ اجلاس میں صاحبزادہ قاری عبدالقدوس قارن صاحب نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اجلاس میں مجلس مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا، جن شعراء کرام نے اپنے کلام سے سامعین کو نوازا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں، جناب شرف الدین حامد۔ عبدالماجد ندیم۔ محمد فاروق شبیر محمد منظور عاصم، انور حسین، عارف محمد، معروف عاجز، محمد صدیق، محمد طفیل، محمد عقیل۔ امین الرحمان میاں خدا بخش، محمود اقبال عاصم۔ قاری محمد حسین ممبر احمد مدنی، عبدالرشید گجراتی، راشد اقبال محمد نواز، امداد الرحمان، حمید اللہ اور ریاض الرحمان مہمان خصوصی جناب قاری عبدالقدوس قارن صاحب نے اصلاحی فکری اور علمی شاعرانہ کلام کو سراہا مہمان خصوصی نے جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام کو بھی نہایت تفصیل سے بیان فرمایا۔

راولپنڈی تعلیم القرآن

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام راولپنڈی حلقہ القرآن کا اجلاس زیر صدارت امیر عبداللہ صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس سے جناب نصراللہ بلوچستان اور جناب گل حسن مروانی نے خطاب کیا۔ ان کے بعد جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ تعلیم القرآن کا باقاعدہ انتخاب منعقد ہوا اور درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر: جناب نصراللہ صاحب
ناظم عمومی: جناب گل حسن صاحب
نائب صدر: جناب عبدالباقی صاحب
ناظم نشریات: محمد یوسف صاحب
ناظم: جناب امان اللہ خان صاحب
ناظم مالیات: جناب عبدالرزاق صاحب

کراچی:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام کراچی ڈویژن کا ہفت روزہ اجتماع دفتر جمعیۃ طلباء اسلام کراچی کے دفتر میں منعقد ہوا۔ اجتماع سے جمعیۃ علماء اسلام سندھ کے امیر حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی اور جمعیۃ علماء اسلام سندھ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد مراد صاحب نے خطاب فرمایا۔ اجلاس کے اختتام پر مولانا امروٹی نے جمعیۃ طلباء اسلام کراچی کی کارکردگی کا جائزہ لیا اور کام کی رفتار سے بہت متاثر ہوئے انہوں نے اپنے بہترین تاثرات جمعیۃ کراچی کے رجسٹر پر قلمبند کئے اجلاس کا اختتام مولانا امروٹی مدظلہ کی دعا پر ہوا

دریں اثناء جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ برنس روڈ کے کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب الطاف حسین صاحب، صدر جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ برنس روڈ منعقد ہوا۔ اجلاس سے جناب محمد خلیلی نے مفصل خطاب فرمایا۔ انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور علامہ دوست محمد قریشیؒ کے جیکب آباد داخلہ پر پابندی ہو

پولیس کے طریق عمل اور نظام کی اصلاح کی جائے ۔ مولانا غلام ربانی

روزنامہ جنگ کراچی نے ۲۰ دسمبر ۷۷ء کے شمارہ میں اے پی پی کے حوالہ سے خبر شائع کی ہے کہ جیکب آباد کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے محرم الحرام کے پہلے عشرہ کے دوران چودہ مقررین کے جیکب آباد میں داخلہ پہ پابندی عائد کر دی ہے ، مقررین کی فہرست میں خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور حضرت علامہ دوست محمد قریشی بھی شامل ہیں ، جنہیں دنیا سے رخصت ہوتے ایک عرصہ گزر چکا ہے ان دو بزرگوں کے علاوہ بریلوی مکتبہ فکر کے مولانا محمد عمر اچھروی اور شیعہ مکتبہ فکر کے سید محمد دھلوی اور مولوی محمد اسماعیل گوجروی بھی اس فہرست میں شامل ہیں ۔ جو کافی عرصہ قبل فوت ہو چکے ہیں ، نیز حضرت علامہ خالد محمود سیالکوٹی کو بھی اس فہرست میں شامل کیا گیا ہے جو گذشتہ سات سال سے لندن میں قیام پذیر ہیں ۔

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا غلام ربانی نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جیکب آباد کے اس حکم پر حسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے ملک کی انتظامیہ بالخصوص پولیس کی کارگردگی کا عالم یہ ہے ، جو اس خبر سے واضح طور پر محسوس ہو رہا ہے

آپ نے کہا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو حکم جاری کرتے وقت یہ دیکھ لینا چاہیے تھا ، کہ پولیس نے پابندی کے لیے جن مقررین کی فہرست ان کے سامنے پیش کی ہے وہ دنیا میں موجود بھی ہیں یا نہیں ۔

مولانا غلام ربانی نے پولیس اور انتظامیہ کے طریق عمل اور نظام پر نظر ثانی کرنے اور اس کی اصلاح کرنے کا مطالبہ کیا ہے

ہم نظم و نسق اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ ہی اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں ۔

ساہیوال ؛ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم اور پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے اس بات پر زور دیا ہے ، کہ نئی پود کی فکری و اخلاقی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے تاکہ وہ مستقبل میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل ہو سکے ، آپ گذشتہ شام جمعیۃ طلباء اسلام کے مقامی دفتر میں طلبہ اور شہریوں کے ایک غیر رسمی اجتماع سے خطاب کر رہے تھے

آپ نے کہا ہمیں نظم و نسق اور اتحاد و اتفاق کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا چاہیے کیونکہ ہم اس طرح ہی اپنے دینی و ملی مقاصد حاصل کر سکتے ہیں ۔

تقریب سے جمعیۃ علماء اسلام کے راہ نما عبد المتین چوہدری ایڈووکیٹ اور مولانا مطیع اللہ اور جمعیۃ طلباء اسلام کے راہ نما محسن راہی اور شیخ محمد اکبر نے بھی خطاب کیا ۔

عوامی مسائل

گذشتہ دنوں مولانا غلام ربانی امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان ۔

مولانا غلام مصطفی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان ۔

مولانا قاری حماد اللہ صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان ۔

مولانا اللہ بخش صاحب صدیقی رکن مجلس مشورٰی جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان نے ضلع رحیم یار خان کے تیئس ۲۳ مقامات ، ججہ عباسیاں ، ظاہر پیر مسن آباد ، ٹھل حسن خاں ، ٹھل خیر محمد ، راجن پور گڑھ اسلام آباد ۔ بستی مولویان ، تاج گڑھ ، صادق آباد چک بارہ / ۱۹۵ ، رحیم یار خان ، ٹمرگا نمن ، وارنی شریف کوٹ سمابہ ، بستی مولوی عبداللہ ، ہیجا ، خان پور ، موضع مڈ الیاس بستی مؤمن ، حسنی سنز شوگر ملز چھٹہ بچھٹہ خان پور بستی چیب آباد ، پکا لاڑاں ، امین آباد ، نواں کوٹ بہار کھاکھی ، خان بیلہ ، ترنڈہ محمد پناہ ، اللہ آباد لیاقت پور ان شاخوں میں خصوصی ملاقات کے بعد جو مسائل سامنے آئے وہ حسب ذیل ہیں ۔

(۱) مہنگائی :-

ان مقامات پر تمام لوگوں نے یہی شکایات کیں کہ مہنگائی نے پہلے سے بھی زیادہ عوام کی کمر توڑ دی ہے ، جب کہ حال ہی میں گندم ملنے میں نہیں آتی اگر کہیں گندم ملے بھی تو اس کے نرخ آسمانوں سے باتیں کرتے ہیں ، ساٹھ ستر روپے من سے کم نہیں ملتی ہے جب کہ گندم کی کاشت کا وقت ہے اور گندم کا بیج ملنے میں نہیں آتا ، کھاد بالکل نہیں ملتی اس لیے ملکی پیداوار میں شدید نقصان ہو گا ، اگر موسم کے مطابق گندم کاشت نہ کی گئی اور کھاد بروقت نہ دی گئی تو ملک میں قحط سالی کا خطرہ ہے ،

۲۔ کپاس اور گنے کی پے منٹ نہیں ہوتی:۔

دوسری بات یہ ہے کہ کپاس کے مقررہ نرخوں پر نہیں لی جاتی اور کٹوتی حد سے زیادہ کی جاتی ہے فی من کپاس دو تین سیر زیادہ تولی جاتی ہے، گنے کاشتکاروں کو یہ شدید مشکلات ہیں، کہ گنے کے کاشتکاروں کو بروقت پے منٹ نہیں ہوتی بلکہ پچھلے سال ۷۷-۱۹۷۶ء کی گنے کی قیمت ادا نہیں کی گئی۔

۳۔ پولیس تشدد:۔

تیسری بات جس سے لوگ حد سے زیادہ پریشان ہیں وہ یہ ہے کہ مارشل لاء حکومت بھٹو کا احتساب نہیں کر رہی ہے، جتنا پولیس عوام کا کچومر نکال رہی ہے، حتیٰ کہ ظلم کی حد ہو چکی ہے کہ اگر کوئی فریادی تھانہ میں فریاد لے کر انصاف کی درخواست کرتا ہے، تو اس سے رشوت وصول کرنے کے بعد بھی دفعہ ۱۵۱/۱۰۷ کے تحت حوالات میں بھیج دیا جاتا ہے، نیز پولیس کی یہ بھی عوام نے شکایات کیں، کہ رات کے وقت دیہاتوں میں چلے جانے کے بعد اپنے منہ مانگی رقمیں مارشل لاء کے بہانے وصول کر کے عوام کو پریشان کر رہے ہیں، خصوصاً تھانہ صدر خان پور، تھانہ پکا لاڑاں، تھانہ لیاقت پور تھانہ ترنڈہ محمد پناہ ان تھانوں میں پیپلز پارٹی بدنام، رسہ گیر افراد قومی اتحاد کے ورکروں کو ناجائز مقدمات میں ملوث کر کے پریشان کر رہے ہیں

۴۔ پاکستان میں جب کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے اعلان فرما دیا ہے کہ تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران تمام سیاسی مقدمات واپس لے لیے جائیں، لیکن فیروزہ میں تحریک کے دوران ہونے والا مقدمہ ابھی تک واپس نہیں لیا گیا، بلکہ اسسٹنٹ کمشنر لیاقت پور ذاتی دلچسپی لے رہے ہیں اور پیپلز پارٹی کے افراد کی حمایت بنا پر یہ مقدمہ واپس نہیں لے رہے ہیں اس لیے اس مقدمہ کو فوری طور پر واپس لیا جائے۔

۵۔ سڑکوں کی بری حالت۔

ضلع رحیم یار خان میں علاقائی رابطہ کے لیے سڑکوں کی حالت بالکل ناگفتہ بہ ہے ظاہر پیر سے مسن آباد تک جو کہ بہت پرانی سڑک ہے، دیہی لوگ پیدل بھی نہیں چل سکتے جس میں گڑھے اور مٹی حد سے زیادہ اور والی زمیں ہے، فتح پور پنجابی سے لے کر راجن پور کلاں تک ترنڈہ سوائے خان سے لے کر چک 46/P تک نواں کوٹ سے چاچڑی تک یہ بالکل کچی سڑکیں ہیں ان کی طرف توجہ کی ضرورت ہے،

۶۔ بجلی۔

علاقائی سہولتوں کے پیش نظر بجلی کا دیہات میں ہونا ضروری ہے

۷۔ نہری پانی۔

غیر مستقل علاقوں میں نہری پانی وارہ بندی پہ دیا جائے، جب کہ رقم ملنے پر نہر کے افسران پانی غیر مستقل علاقہ کو دے دیتے ہیں جو کہ سراسر زیادتی ہے،

۸۔ تحریک نظام مصطفیٰ کی قربانیوں کے بعد نظام مصطفیٰ کو نافذ کیا جائے

عوامی مطالبات

رحیم یار خان، مولانا غلام ربانی صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان۔

مولانا غلام مصطفیٰ جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان۔

مولانا قاری حماد اللہ شفیق نائب ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان۔

مولانا اللہ بخش صدیقی ممبر نوابی جمعیۃ علماء اسلام، ضلع رحیم یار خان نے اپنے مشترکہ بیان میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے اپیل کی ہے، کہ مندرجہ ذیل مطالبات پر خصوصی توجہ فرما دیں۔ یہ کہ ملک میں حالیہ مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ دی ہے گندم آٹے کی نرخ آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں غلہ گوداموں سے گندم کے سٹاک باہر لائے جائیں۔ کھاد اور بیج گندم کم قیمتوں پر مہیا کی جائیں۔ تاکہ گندم کی کاشت میں اضافہ ہو سکے علاقائی سڑکوں پر خصوصی توجہ دے کر ان سڑکوں کو پختہ بنایا جائے۔

فیروزہ میں تحریک نظام مصطفیٰ کے مقدمات واپس کیے جائیں، تھانہ صدر خان پور:۔ تھانہ پکا لاڑاں، تھانہ لیاقت پور کے انچارج کو تنبیہہ کی جائے کہ وہ رشوت کی بھرمار کر کے عوام کو پریشان کر رہے ہیں اور قومی اتحاد کے ورکروں کو ناجائز مقدمات میں ملوث کر کے اپنے منہ مانگی رشوتیں لے کرا تے کی تجوریاں بھر رہے ہیں، انہوں نے مطالبہ کیا، کہ انتظامیہ کے افسران کی بھی تطہیر کی جائے۔

محرم الحرام میں امن و امان کو برقرار رکھا جائے اور ملک میں نظام مصطفیٰ نافذ کیا جائے، کپاس اور گنے کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی کی جائے ضلع رحیم یار خان میں غیر مستقل نہروں میں وارہ بندی پر پانی فراہم کیا جائے، علاقہ میں سیم و تھور کا انسداد کیا جائے، اس میں سیم نالہ بنائے جائیں۔

چوریوں کی واردات،

ضلع رحیم یار خان میں چوریاں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہیں خصوصاً حلقہ نمبر ۱۴۸ این اے میں تو چوریوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے، اور ڈاکہ کی واردات بھی ہوتی ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہو رہا ہے، عوام میں سخت بے چینی پھیل رہی ہے اس لیے مقامی اور صوبائی انتظامیہ اس مسئلہ پر توجہ دیں چوریوں اور ڈاکہ کی واردات کا انسداد کریں۔

سانحہ ارتحال

ضلع جھنگ کے قصبہ دامو آستانہ کے رئیس اعظم حاجی محمد اقبال چیلہ ۱۲ دسمبر کو مغرب کی نماز باجماعت ادا کر کے عشاء کی نماز کے لیے وضو کر رہے تھے کہ اچانک دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا، مرحوم مقامی جمعیت علمائے اسلام کے سرپرست تھے، جنازہ میں ہزاروں افراد شریک ہوئے مرحوم کی دینی خدمات اور غرباء کے ہمدرد ہونے کی وجہ سے ہر آنکھ اشکبار نظر آتی تھی، قومی اتحاد کے نامزد صوبائی امیدوار میاں مہدی حیات چیلہ سیال تنظیم اہلسنت کے شاعر جناب خان محمد کمتر۔ جناب مولانا حق نواز صاحب مولانا رشید مدنی آف جھنگ پنجاب لیکچرز یونین ضلع جھنگ کے سیکرٹری محمد اقبال انجم۔ قومی اتحاد اور جمعیت کے لیڈر حافظ محمد نواز نے جنازہ میں شرکت کی

دعاء صحت

۱۔ گذشتہ دنوں دفتر ضلع حبیب آباد شہر کنڈکوٹ میں جمعیۃ علماء اسلام کا اجتماع ہوا حضرت مفتی محمود صاحب کی صحت کے لیے دعا کی گئی، اس موقع پر چوہدری محمد شریف صاحب اور عبدالرشید سیال نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کی۔

ژوب بلوچستان

جمعیت علمار اسلام ضلع ژوب کے جنرل سیکرٹری اور صوبائی شوریٰ کے رکن مولوی محمد شفیق دولت زئی کے والد اور ممتاز عالم دین دولت زئی قوم کے سربراہ جمعیت علمار اسلام کے رہنما مولانا رفیع اللہ جان گذشتہ روز انتقال کر گئے۔ مرحوم کی وفات پر صوبائی اور ضلعی جمعیت کے رہنماؤں نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی اور مولوی محمد شفیق دولت زئی نے ملک بھر سے جمعیت کے کارکنوں اور دوستوں نے خطوط تار اور ٹیلیگرام کے ذریعہ جو اظہار ہمدردی کیا ہے

یوم شہادت عثمان

خانپور۔ جمعیت علمار اسلام ضلع رحیم یار خان کے قائم مقام امیر شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمن درخواستی نے کہا ہے کہ خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذی النورین کی شہادت ہمارے لیے بلکہ عالم اسلام کے لیے ایک نمونہ قربانی اور درس ایثار ہے، آپ نے دین قیم کی سربلندی کے لیے مال قربان کیا تو غنی کا لقب پایا۔ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سے عقد ہوا تو ذی النورین کا لقب پایا آپ نے عظمت مدینہ کو برقرار رکھتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا تو شہید مدینہ کا لقب پایا،

مولانا درخواستی گذشتہ روز سعید کالونی میں یوم شہادت عثمان کے ایک اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے، مولانا نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ شہید مظلوم حضرت عثمان غنی و دیگر خلفائے راشدین کا یوم سرکاری طور پر منایا جائے اور عام تعطیل کا اعلان کیا جائے ریڈیو پر خصوصی پروگرام نشر ہوں مدنی مسجد ماڈل ٹاؤن میں بھی یوم شہادت عثمان کے موقعہ پر اجتماع ہوا۔ جس میں جمعیت علمار اسلام خان پور کے سیکرٹری محمد عبدالماجد آزاد نے خطاب کیا۔

شمولیت

گورنمنٹ ڈگری کالج مستونگ کے طالب علموں جناب عبدالحکیم۔ جناب محمد اشرف صاحب، جناب شبیر احمد صاحب۔ جناب محمد ایوب صاحب، جناب خلیل الرحمن صاحب، جناب عبدالسلام صاحب اور جناب محمد اسلم صاحب نے جمعیۃ طلبار اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر جمعیۃ طلبار اسلام میں باقاعدہ شمولیت اختیار کرلی ہے

رحیم یار خان

ضلع رحیم یار خان کی تمام تحصیلوں، صادق آباد خان پور، لیاقت پور کا تنظیمی دورہ مولانا سراج احمد دینا پوری اور مولانا غلام ربانی صاحب، مولانا غلام مصطفیٰ جنرل سیکرٹری ضلعی جمعیت کے علاوہ مولانا قاری حماد الدین غفاری ناظم ضلعی جمعیۃ کریں گے اس دورہ میں خصوصی اجلاس کے علاوہ پریس کانفرنسوں سے بھی خطاب کریں گے۔ واضح رہے ان پروگراموں میں راجن پور، امین آباد پکا لاڑاں نواں کوٹ، ظاہر پیر لیاقت پور خان پور صادق آباد رحیم یار خان ماڑی اللہ، بچایا یعب کا دورہ بھی شامل ہے۔

ضلع ایبٹ آباد

جمعیت علمار اسلام ضلع ایبٹ آباد کا ماہوار اجلاس زیر صدارت امیر جمعیت قاضی محمد نواز خان بمقام حویلیاں منعقد ہوا جس میں ضلع بھر کے علمار طلبار اور کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس سے مولانا حافظ حکیم عبدالرشید انور، مولانا محمد فاروق، مولانا محمد بلال مولانا قاری محمد یونس، مولانا شفیق الرحمن، مولانا فضل رازق، مولانا عبدالواحد لودھی اور پروفیسر سید شیرازی ایڈووکیٹ نے خطاب کیا۔ اجلاس میں تنظیمی امور پر کافی بحث کی گئی، اور جمعیت کی شاخیں قائم کرنے کی تجاویز پر غور کیا گیا، اصغر خان کی علیحدگی کو ان کی سیاسی ناتجربہ کاری پر محمول کیا گیا۔ دلائل سے ثابت کیا گیا کہ اصغر خان کا ہزارہ ڈویژن میں کوئی مقام نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ وزارت عظمیٰ کا خواب دیکھنے والے اور خون شہدار سے غداری کرنے والے کو اب ایک نشست حاصل کرنے کی بھی توفیق نہ ہوگی۔ مہنگائی کے ختم کرنے، محکمہ بجلی کو راہ راست پر لانے، ہری پور سے علاقہ پھریالہ میں بجلی مہیا کرنے، ندی دوڑ پر پل تعمیر کرنے اور پیپلز پارٹی کے بدنام افراد کو بلدیاتی نامزدگیوں سے نکالنے کی قراردادیں پاس کر کے حکومت سے ان پر عمل کرنے کی استدعا کی گئی۔

صدر جلسہ نے جمعیت کو مستحکم خطوط پر چلانے کا طریق کار بتلایا۔ حاجی سردار گل خطاب، جو مہربان کے فرائض انجام دے رہے تھے کے خلوص کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

کروڑ لعل عیسن

گذشتہ دنوں جمعیت علمار اسلام کروڑ لعل عیسن کا جدید انتخاب عمل میں لایا گیا جس کی صدارت نائب امیر حضرت مولانا عبدالمجید صاحب، ضلع مظفر گڑھ نے کی سال کا آمد خرچ پیش کیا گیا بعد میں انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست :- خان مشتاق احمد خان صاحب

نائب سرپرست :- حافظ خدا بخش صاحب

امیر :- خان عبدالرحیم خان صاحب

نائب امیر :- حافظ محمد مبارک صاحب

نائب امیر دوئم :- قاری محمد عبداللہ صاحب

ناظم عمومی :- میاں فیض محمد صاحب

نائب ناظم :- حافظ عبدالعزیز صاحب

ناظم نشرواشاعت :- حافظ محمد بخش صاحب

خازن :- حافظ محمد ایوب خان صاحب،

بعد میں اسلام کی سربلندی اور پاکستان کے استحکام کے لیے حافظ محمد مبارک صاحب نے دعا کی۔

پشاور

جمعیۃ علمار اسلام صوبہ سرحد کے امیر مولانا سید محمد ایوب جان بنوری و صوبائی جنرل سیکرٹری صاحبزادہ عبدالباری جان نے عوام پہ زور دیا ہے کہ وہ ملک میں اسلامی نظام حیات کے مکمل نفاذ جمہوری اداروں کی بحالی، غربت جہالت اور معاشی بدحالی کے خلاف جدوجہد میں پاکستان قومی اتحاد سے بھرپور تعاون کریں۔ اور ان کی قیادت اور نمائندہ حیثیت پر اعتماد کریں، انہوں نے یہ بات ضلع سوات کے دورہ کے موقع پر مینگورہ میں ٹھیکدار شیرزادہ کے مکان پر رفقار کے ایک اجتماع سے خطاب کے دوران کہی ہے، اس اجتماع میں دیگر اراکین کے علاوہ حاجی سلطان یوسف حاجی عبدالستار، حاجی نور محمد اور حاجی شیرزادہ خصوصی طور پر شریک تھے، ان صوبائی لیڈروں نے سیاسی سرگرمیوں پر سے ہٹانے محاسبہ کے عمل کو تیزی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور

ملک میں جلد از جلد آزادانہ و منصفانہ عام انتخابات کرانے کا پرزور مطالبہ کیا۔ انہوں نے موجودہ عبوری حکومت سے ضلع سوات و دیگر دور افتادہ پسماندہ اضلاع کی ترقی وخوشحالی کے لیے مؤثر اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے ضلع سوات میں اور مصروفیات کے علاوہ صوبہ سرحد کے سابق وزیر اطلاعات محمد افضل خان سے جو حال ہی میں حیدرآباد جیل سے خان عبدالولی خان کے ہمراہ رہا ہوئے ہیں اُن کی قیام گاہ دُرشخیلہ میں ملاقات کی۔ اور ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال پر تبادلہ خیال کیا۔

مبارک باد

جمعیۃ العلمار اسلام بھوبگاڑ کے امیر حضرت مولنا حکیم عبدالحی صاحب مدظلہ نے اپنے ایک بیان میں حضرت قائد محترم مولینا مفتی محمود صاحب مدظلہ کے بیرون ممالک کے دورہ کی کامیابی پر حضرت مفتی صاحب کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے اس توقع کا اظہار کیا جب کہ انشا اللہ آپ کے دورہ کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے، انہوں نے حضرت مفتی صاحب کے لیے بھی صحت کی دُعا کی ہے،

حیدرآباد

جمعیۃ علمار اسلام حلقہ وارڈ بی سی ای حیدرآباد کی جانب سے حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمتہ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا اور حضرت موصوف کے لیے بلندی درجات اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دُعا کی گئی۔

کیہال ایبٹ آباد

مدرسہ انوار الاسلام جامع مسجد مکی کیہال ایبٹ آباد میں ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت مہتمم مدرسہ مولانا شفیق الرحمن منعقد ہوا جس میں ممتاز عالم دین اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شفیق الرحمن نے کہا مرحوم تحریک آزادی کے عظیم مجاہد اور صف اوّل کے رہنما تھے، انہوں نے کہا کہ مرحوم کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے، اُس کو پُر کرنا ممکن نہیں دار العلوم انوار الاسلام میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی گئی اور پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

سلیم خان کیمل پور

مدرسہ خدام الدین سلیم خان ضلع کیمل پور میں ایک تعزیتی اجلاس زیر سرپرستی حافظ محذوم خان صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا، حافظ زمرد خان صاحب نے مولانا کی دینی وملکی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ علما کی قیادت اور موجودہ اسلامی مشاورتی کونسل میں آپ کی شرکت اور انہماک ایسی خدمات ہیں، جن سے پاکستان اور دنیائے اسلام ایک عالم دین محدث وقت ایک فقیہہ اور اسلامی قانون دان سے محروم ہوگئے ہیں، دُعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ مقام عطا فرمادے اور پسماندہ گان کو صبر جمیل اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

ضلع مانسہرہ

دفتر جمعیۃ علمار اسلام ضلع مانسہرہ میں جمعیۃ علمار اسلام ضلع مانسہرہ کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت مولینا عبدالحی صاحب منعقد ہوا اجلاس میں ضلع بھر کے علمار نے شرکت کی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب کے علمی کارناموں پر روشنی ڈالی آخر میں دُعائے مغفرت کی گئی اور پس ماندہ گان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

ژوب

حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری کا انتقال ملک وملت کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے، ممتاز عالم دین کی وفات پر امیر تحفظ ختم نبوت شیخ حاجی عمر صاحب و ناظم اعلےٰ حاجی صوفی محمد علی صاحب (قاضی) محمد عبدالرزاق پیش امام مسجد خواجگان ژوب اور ضلع بھر کے تمام علمار و محلہ والان مسجد خواجگان حضرت مرحوم کے لیے دعائے مغفرت و پسماندگان کے لیے صبر وجمیل کی توفیق کے لیے دُعا گو ہیں۔

جتوئی ضلع مظفر گڑھ

شہر جتوئی مدرسہ عربیہ اسلامیہ صدیقیہ بالمقابل مرکزی جامع نارو قیہ میں ایک تعزیتی اجلاس ہُوا جس میں شیخ الاسلام محدث کبیر مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے، اسلامی درسگاہ صدیقیہ جتوئی کے مہتمم اور مرکزی جامع مسجد نارو قیہ کے خطیب مولینا منظور احمد عباسی۔ نے استاذ العلماء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ حسن حدیث میں اس دور کے ابن قیم اور ابن تیمیہؒ تھے، کثیر تعداد میں علماکرام اور طلبائے کلام مجید پڑھ کر ایصال ثواب کیا ہے،

بمقام میر علی آزاد قبائل

گذشتہ دنوں بمقام میر علی قومی اتحاد آزاد قبائل کا اجلاس ہوا جس میں مولینا حبیب الرحمن صاحب صدر قومی اتحاد آزاد قبائل، اور مولانا شیر محمد خان نائب صدر قومی اتحاد، دآل قبائل، سات ایجنسیوں کے امیر منتخب ہوتے، اس کے علاوہ مولانا شیر محمد خان سات انجنسیوں میں جمعیتہ علمار اسلام کی تنظیم کے لیے زبردست جدوجہد کر رہے ہیں،

اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں شاہ ولی اللہ سوسائٹی پاکستان کے جوائنٹ سیکرٹری مولانا مقبول عالم بی، اے کی رحلت کا سن کر دلی صدمہ ہوا،

میری ان سے کافی عرصہ سے خط وکتابت تھی مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے، انہیں شاہ ولی اللہ کے افکار سے جنونی لگاؤ تھا۔ وہ جس محنت شوق اور لگن سے افکار ولی اللہ پھیلانے میں مصروف تھے وہ انہیں کا حصہ ہے، میں بارگاہ قدوس میں دست بدعا ہوں، کہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزاں فرمائے نیز میں ترجمان اسلام کی وساطت سے مرحوم کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہوں۔